عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۱ | ۱۵ تا ۳۰ ذوالحجہ ۱۴۳۳ھ مطابق یکم تا ۱۵ نومبر ۲۰۱۲ء | شمارہ: ۴۱/۴۲

مرزا قادیانی کے جھوٹا ہونے کے چودہ دلائل

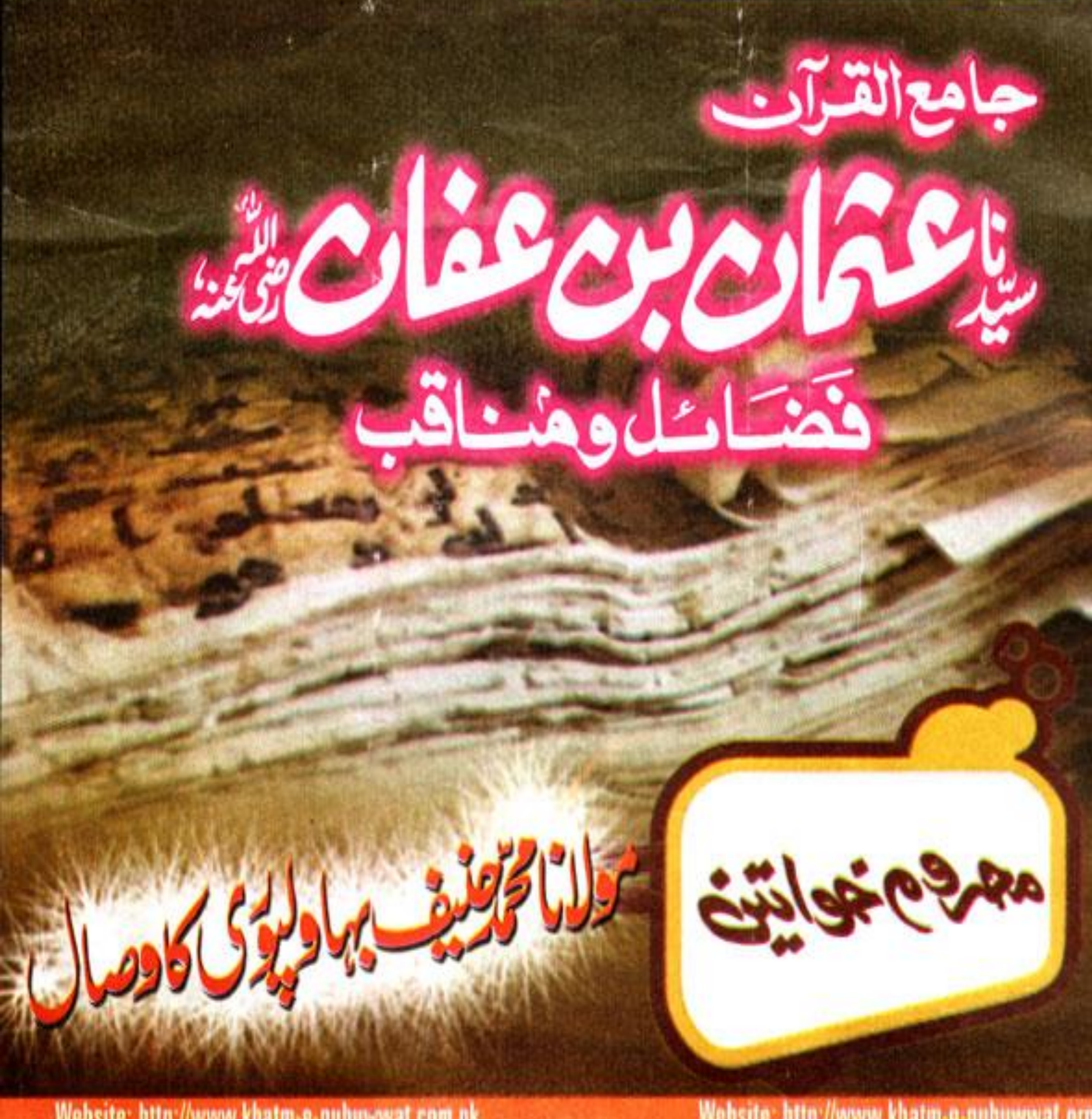

جامع القرآن سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فضائل و مناقب

محروم خواتین

مولانا محمد حنیف بہاولپوری کا وصال

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.com.pk
Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

ایامِ قربانی میں صاحب نصاب ہونے والے شخص کی قربانی کا حکم

ابو حافظ محمد طلحہ، کراچی

س:...... ایک شخص صاحب نصاب نہیں ہے مگر بقر عید کے دن یا ایک آدھ دن پہلے اسے معلوم ہوا کہ ایک بڑی رقم ملنے والی ہے، ابھی ہاتھ میں نہیں آئی۔ ایسی صورت میں کیا اس پر قربانی واجب ہوگی؟ قرآن وسنت کی روشنی میں جواب سے نوازیں۔

ج:...... قربانی کے تین دنوں میں اگر کسی مرد یا عورت کی ملکیت میں نصاب کے بقدر رقم آ جائے تو وہ صاحب نصاب بن جائے گا اور قربانی اس کے ذمہ لازم ہو جائے گی۔ لیکن رقم ابھی ملکیت میں نہیں آئی بلکہ ملنے کی امید ہے اور یہ تین دن گزر جائیں تو قربانی لازم نہیں ہوگی۔

بغیر سینگ کے جانور کی قربانی

س:...... گائے، بیل وغیرہ کا سینگ اگر ٹوٹ جائے یا کاٹ دیا جائے، خوبصورتی کے لئے تو کیا اس کی قربانی جائز ہے یا نہیں؟

ج:...... پیدائشی طور پر جس جانور کے سینگ نہیں، اس کی قربانی درست ہے، اسی طرح سینگ اگر ٹوٹ چکا ہے یا توڑ دیا ہے لیکن بنیادی جز باقی ہے ابھری ہوئی ہڈی نظر آتی ہے تو اس کی قربانی بھی جائز ہے، جس جانور کا سینگ بالکل ہی جڑ سے اکھڑ گیا ہو یا اکھاڑ دیا ہو اس کی قربانی درست نہیں۔

امانت میں خیانت گناہ کبیرہ ہے

سیّد نصیر الدین، کراچی

س:...... طویل سوال کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک خاتون نے اپنے کچھ زیورات اپنی بھابھی کے پاس امانت رکھوائے تھے۔ چند سالوں بعد تقاضا کیا تو اصل زیورات کی بجائے ان کی کاپی کرکے کم وزن کے زیورات کی صورت میں پیش کردیے۔ اس پر تنازعہ ہوا اور اعتماد اور عدم اعتماد کی بحث چل پڑی۔ بالآخر بھائی نے اپنی بہن کو ایک معقول رقم دے کر معاملہ رفع دفع کیا۔ مفتی صاحب اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں؟

ج:...... بصورت مسئولہ اگر سوال میں درج تفصیلات واقعتاً درست اور مبنی برحقیقت ہیں تو اس صورت میں سائلہ کی بھابھی پر شرعاً یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ سائلہ کو اتنے ہی وزن کا زیور بنوا کر دیں، جتنے کی وہ دعویدار ہے اور سائلہ پر بھی یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ ان کے پاس جن جن زیورات کے وزن کا ثبوت ہے، وہ پیش کرکے لیں اور جن کا ثبوت نہیں تو اس میں اللہ تعالیٰ کو حاضر وناظر جان کر انتہائی محتاط طریقہ سے اپنے غالب اندازہ کے مطابق ان کا وزن بتادیں۔ واضح رہے کہ ان کا اندازہ اپنے حق سے قدرے کم ہو لیکن زیادہ نہ ہو، یاد رہے کہ امانت میں خیانت کرنا گناہ کبیرہ ہے۔ واللہ اعلم۔

ناپاک کپڑوں میں نماز کا حکم

ابو الحسن، کراچی

س: فرض نماز کی ادائیگی کے بعد معلوم ہوا کہ کپڑے پر گندگی لگی ہوئی تھی، جس پر پہلے نظر نہیں پڑی، اب یہ گندگی دھو کر دوبارہ نماز پڑھنا ہوگی یا نہیں؟ تفصیل سے جواب مرحمت فرمائیں۔

ج: کپڑے پر لگی گندگی اگر سیال ہو اور ایک روپیہ کے سکے جتنا گول نشان کے پھیلاؤ کے بقدر ہو اور اگر گاڑھی ہے تو پانچ ماشے وزن تک معاف ہے، ایسی صورت میں پڑھی ہوئی نماز ہو جائے گی دوبارہ لوٹانے کی ضرورت نہیں اور اگر اس مقدار سے زیادہ ہو تو نماز دہرانا ہوگی۔

☆☆..........☆☆

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

مجلس

جلد:۳۱ ۱۵تا۳۰ ذوالحجہ ۱۴۳۳ھ مطابق یکم تا ۱۵ نومبر ۲۰۱۲ء شمارہ:۴۱-۴۲

مجلس ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا قاضی احسان احمد

سرپرست

حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

شیخ الحدیث مولانا محمد حنیف بہاولپوری کا وصال	۵	مولانا اللہ وسایا مدظلہ
جامع القرآن سیدنا عثمان بن عفان ؓ	۷	محمد شاہد تھانوی
حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ.... حیات و کارنامے	۱۰	مولانا نصیر الدین قاسمی
حدیث شریف کی تشریعی حیثیت	۱۳	مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی
محروم خواتین	۱۵	مفتی عبدالسلام چاٹگامی
رحیم یار خان کے قاضی شہیر کا وصال	۱۹	مولانا اللہ وسایا مدظلہ
مرزا قادیانی کے جھوٹے ہونے کے چودہ دلائل	۲۱	مولانا عبدالرحیم اشعر
بشارت عیسیٰ علیہ السلام.... خاتم الانبیاء ﷺ	۲۴	جناب خالد محمود
خبروں پر ایک نظر	۲۷	ادارہ

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زر تعاون بیرون ملک

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا:۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ:۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک:۶۵ ڈالر

زر تعاون اندرون ملک

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی:۲۲۵ روپے، سالانہ:۴۵۰ روپے

چیک-ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ (کوڈ:0159) کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی فون:۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس:۳۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)

Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi

Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون:۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶

Hazori Bagh Road Multan

Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:

35,Stockwell Green

London, SW9 9HZ U.K

Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سید شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درسِ حدیث — گزشتہ سے پیوستہ

دنیا سے بے رغبتی

اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسنِ ظن رکھنا

ایک اور حدیث میں ہے:

"قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ، اِنْ ظَنَّ خَیْرًا فَلَہٗ، وَاِنْ ظَنَّ شَرًّا فَلَہٗ۔" (جامع صغیر، ج:۲، ص:۸۳)

ترجمہ:... "اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق ہوتا ہوں، اگر بھلائی کا گمان رکھے تو اس کے لئے بھلائی ہے، اور اگر بُرائی کا گمان رکھے، تو اس کے لئے وہی ہے۔"

مقصود ان تمام ارشادت سے یہی ہے کہ بندے کو ہر تنگی و آسانی میں ہر راحت و پریشانی میں اپنے مالک سے خیر کا ہی گمان رکھنا چاہئے، مالک کی طرف سے کبھی بدگمانی نہیں ہونی چاہئے۔ یہاں یہ ذکر کردینا بھی مناسب ہوگا کہ حق تعالیٰ شانہٗ کے ساتھ حسنِ ظن اور خوش گمانی کی بنیاد، اللہ تعالیٰ کی ذاتِ عالی سے قوی تعلق اور سچی محبت ہے، محبت کا تعلق جتنا قوی ہوگا اسی درجے کا حسنِ ظن نصیب ہوگا، اور چونکہ محبت کے درجات غیر متناہی ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسنِ ظن کے درجات بھی بے شمار ہیں، حق تعالیٰ شانہٗ اپنی عنایت و رحمت سے اس ناکارہ کو بھی اور اس کے باتوفیق قارئین کو بھی یہ دولت نصیب فرمائیں۔

دُوسرا مضمون اس حدیثِ قدسی میں یہ ارشاد ہوا ہے کہ جب تک بندہ اللہ تعالیٰ کے ذکر و دُعا میں مشغول رہے اسے حق تعالیٰ شانہٗ کی معیت نصیب رہتی ہے۔ قرآن کریم میں بہت سی جگہ بہت سے اعمال پر معیتِ الٰہی کا وعدہ ہے، یہ تو ظاہر ہے کہ یہاں حسّی اور مادّی معیت مراد نہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات اس سے پاک اور منزہ ہے، بلکہ یہاں بے کیف اور معنی معیت مراد ہے، جو حق تعالیٰ شانہٗ کی نصرت و اعانت اور رضا و محبت سے کنایہ ہے، بندے کو ذکرِ الٰہی کی توفیق ہوجانا ہی حق تعالیٰ کی خاص عنایت و رحمت ہے، اور پھر اس پر معیتِ الٰہی کا جو وعدہ فرمایا گیا ہے یہ تو ایسی دولت ہے کہ کوئی دولت اس کے برابر نہیں ہوسکتی، اور پھر مزید عنایت یہ کہ اگر بندہ تنہائی میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرے تو حق تعالیٰ شانہٗ بھی رضا و قبول کے ساتھ اسے تنہائی میں یاد فرماتے ہیں، اور بندہ کسی محفل میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے تو اللہ تعالیٰ اس سے بہتر محفل یعنی ملأ اعلیٰ میں فخر و مباہات کے ساتھ اس کا تذکرہ فرماتے ہیں۔

تیسرا مضمون اس حدیث میں یہ ارشاد ہوا ہے کہ اگر بندہ ایک بالشت اللہ تعالیٰ کی طرف بڑھے تو اس کی رحمت و عنایت دو بالشت آگے بڑھ کر اس کا استقبال کرتی ہے، اور اگر بندہ ایک ہاتھ اللہ تعالیٰ کی طرف بڑھے تو حق تعالیٰ دو ہاتھ آگے بڑھ کر اس کی پذیرائی فرماتے ہیں، اور اگر بندہ لڑکھڑاتے قدموں سے اللہ تعالیٰ کی طرف چلے تو اللہ تعالیٰ دوڑ کر اسے منزلِ قرب طے کرادیتے ہیں۔

اس ارشاد میں ایک تو حق تعالیٰ شانہٗ کی عنایتِ بے پایاں کا بیان ہے کہ وہ کس طرح اپنے بندوں کے ٹوٹے پھوٹے اعمال کی پذیرائی فرماتے اور ان پر انعام و اکرام کی بارشیں فرماتے ہیں، دُوسرے اس طرف بھی اشارہ ہے کہ تقرب الی اللہ کی منزلیں انسان کی سعی و کوشش سے طے نہیں ہوتیں، بلکہ ہوتا یہ ہے کہ جب بندہ اپنی ہمت و استطاعت کے مطابق حقیری سعی بجالاتا ہے تو جاذبہٗ الٰہیہ اسے اپنی طرف کھینچ لیتا ہے، اور وصول الی اللہ کے منازل درحقیقت اسی جاذبہٗ الٰہیہ سے طے ہوتے ہیں، کیونکہ بندے کی تمام تر محنت و کوشش محدود ہے، اور وصول الی اللہ کی راہ غیر محدود۔ اس کا کوئی امکان نہیں کہ محض بندے کی طاعت و عبادات اور اس کی محنت و مجاہدہ سے یہ غیر محدود راستہ طے ہوجائے، نیز اس ارشادِ پاک میں اس طرف بھی اشارہ فرمایا گیا ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ کو بندوں سے بُعد نہیں، بُعد اور دُوری جتنی ہے وہ خود بندے کے نفسانی حجابات کی وجہ سے ہے، جب حق تعالیٰ کی نظرِ عنایت کسی بندے کی طرف متوجہ ہوتی ہے تو اس کے ان نفسانی حجابات کو اُٹھا کر اسے سوئے منزل گامزن کردیتے ہیں، اور جب وہ حق تعالیٰ شانہٗ کی رضا کو مقصود بنا کر سفرِ طاعت شروع کرتا ہے تو اسے راستہ طے کرادیتے ہیں۔ یا اللہ! محض اپنے لطف و کرم سے ہمارے لئے تمام منزلیں آسان فرمادیجئے اور اپنی رحمت و رضا نصیب فرمادیجئے۔ ☆☆☆

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

تکمیل نبوت

"آیت خاتم النّبیین (الاحزاب) میں خاتم کے معنی قادیانی حضرات کے نزدیک مہر کے ہیں، تو بھی ختم نبوت پر کوئی حرف نہیں آتا گورنمنٹ کے مقرر کردہ محکمہ کی طرف سے جس مکان کے دروازہ پر سیل (مہر) لگادی جاتی ہے تو عوام کا کوئی فرد اسے توڑنے کا مجاز نہیں ہوتا، اسی طرح محکمۂ ڈاک کے جس تھیلے پر مہر لگادی جاتی ہے تو اسے بھی راستہ میں کوئی نہیں کھولتا تاوقتیکہ منزل مقصود پر افسر مجاز تک نہ پہنچ جائے (محمد رسول اللہ پر) نبوت کے خاتمہ کی مہر ثبت ہوچکی ہے اس کو کھولنے کی تاقیامت کسی بشر کو اجازت نہیں اور اگر کوئی اسے کھولنے کی چوری کرے گا تو وہ پکڑا جائے گا۔"

(امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری)

اداریہ

مولانا اللہ وسایا مدظلہ

شیخ الحدیث مولانا محمد حنیف بہاولپوری کا وصال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

جامعہ دارالعلوم مدنیہ بہاولپور کے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد حنیف صاحب مورخہ ۱۲/اکتوبر ۲۰۱۲ء کو انتقال فرماگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

مولانا محمد حنیف صاحبؒ کے والد گرامی کا نام حافظ خدا بخش تھا۔ جٹ برادری سے تعلق رکھتے تھے۔ ضلع خانیوال کی تحصیل عبدالحکیم کے گاؤں لدھی کے رہائشی تھے۔ ان کے ہاں ۱۹۴۰ء میں مولانا محمد حنیف صاحب کا تولد ہوا۔ چک کسی پل چاون نزد کبیروالا میں حضرت حافظ غلام محمد صاحب کے ہاں حضرت مولانا محمد حنیف صاحب نے قرآن مجید اور ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد آپ نے تمام کتب دورہ حدیث شریف تک کی تعلیم دارالعلوم عیدگاہ کبیروالا میں حاصل کی جہاں حضرت علامہ منظور الحق، حضرت علامہ ظہور الحق، حضرت مولانا علی محمد صاحبؒ، حضرت مولانا صوفی محمد سرور، حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ مشائخ خمسہ دارالعلوم کے افق پر ضوفگن تھے۔ یہ ۶۲۔۱۹۶۱ء کی بات ہے۔ مولانا محمد حنیف صاحب نے تعلیم مکمل کرنے کے بعد سکول میں بطور ٹیچر کے کام کرنا شروع کر دیا۔ آپ کے ابتدائی استاذ حضرت حافظ غلام محمد صاحب نے فرمایا کہ آپ نے علم دین، سکول ٹیچر بننے کے لئے نہیں پڑھا تھا۔ یہ سنتے ہی آپ نے سکول کی ملازمت سے استعفیٰ دے دیا اور بہاولپور جامعہ عباسیہ میں جاکر داخلہ لے لیا۔

اس زمانہ میں بہاولپور جامعہ عباسیہ کے شیخ التفسیر حضرت مولانا علامہ شمس الحق افغانی تھے۔ حضرت مولانا سعید احمد کاظمی، حضرت مولانا عبدالرشید نعمانی، مولانا محمد صادق بہاولپوری اور دیگر اساطین علم سے آپ نے استفادہ کیا۔ حضرت مولانا عبدالرشید نعمانی جامعہ عباسیہ میں پڑھاتے تھے۔ لیکن آپ کی رہائش بہاولپور ون یونٹ کالونی میں تھی۔ تب آپ کی کوشش سے مولانا محمد حنیف صاحب جامعہ عباسیہ میں تعلیم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ ون یونٹ کالونی کی جامع مسجد میں امام وخطیب مقرر ہوگئے اور پھر اسی کالونی میں نصف صدی تک خدمات سرانجام دیں۔ اس کالونی میں زیادہ تر سرکاری ملازمین رہائش پذیر تھے۔ پڑھے لکھے حلقہ کے لئے جو فاضل بزرگ، خدارسیدہ عالم دین کی ضرورت ہوسکتی تھی وہ مولانا محمد حنیف صاحب کے ذریعہ حق تعالیٰ نے پوری کردی۔

بہاولپور دارالعلوم مدنیہ کی حضرت مولانا غلام مصطفےٰ صاحب مرحوم نے ۱۹۶۵ء میں بنیاد رکھی۔ تب پہلے استاذ کے طور پر حضرت مولانا محمد حنیف صاحب تشریف لائے۔ کچھ عرصہ بعد دارالعلوم کبیروالا سے فراغت کے بعد مولانا مفتی عطاء الرحمن صاحب بہاولپوری موجودہ مہتمم وشیخ الحدیث دارالعلوم مدنیہ بہاولپور تشریف لائے۔ تیسرے استاذ مولانا رشید احمد جلالپوری تھے۔ تینوں حضرات قریباً نصف صدی اس جامعہ میں مدرس رہے۔ لیکن کبھی بھی اختلاف یا تو تکار نہ ہوئی۔ یہ اس دور کی برکات اور خیر کی معمولی جھلک ہے۔ مولانا علامہ غلام مصطفےٰ صاحب رحیم یارخان تشریف لے گئے۔ بدرالعلوم رحیم یارخان میں مولانا فخرالدین فخر مدرس تھے۔ فاضل وقابل اور معروف تدریسی تجربہ رکھنے والے تھے۔ مولانا فخرالدین فخر کے ترغیب دینے پر ۱۹۸۰ء میں دارالعلوم مدنیہ بہاولپور میں مولانا غلام

مصطفےٰ صاحب نے دورہ حدیث کی کلاس کا آغاز کر دیا۔ مولانا فخرالدین بھی تشریف لائے۔ لیکن ان کی طبیعت نہ لگی۔۔وہ دوران سال چلے گئے۔ مولانا غلام مصطفےٰ صاحب نے دوسرے شیخ الحدیث تلاش کیے۔ لیکن وہ بیل بھی منڈھے نہ چڑھی، تو مولانا محمد حنیف صاحب اور مولانا مفتی عطاء الرحمن صاحب نے مولانا غلام مصطفےٰ صاحب سے فرمایا کہ آپ ادھر ادھر جو شیخ الحدیث کی تلاش میں مارے مارے پھر رہے ہیں ہم پر اعتماد کریں۔ ہم دورہ حدیث کے تمام اسباق پڑھائیں گے۔ تب شیخ الحدیث مولانا محمد حنیف قرار پائے اور نائب الشیخ مولانا مفتی عطاء الرحمن صاحب۔ تقریباً ۳۲ سال مولانا محمد حنیف صاحب یہاں شیخ الحدیث رہے۔ (چند سال درمیان میں آپ دارالعلوم اسلامی مشن گئے اور پھر جلد واپس لوٹ آئے) ۱۹۸۰ء سے اختتام ۲۰۱۱ء تک قریباً پانچ صد علماء کرام نے مولانا محمد حنیف صاحب سے دورہ حدیث شریف کی تعلیم حاصل کی۔ یوں آپ استاذ العلماء قرار پائے۔ ۱۹۶۵ء قیام جامعہ کے زمانہ سے اپنی صحت کے زمانہ تک قریباً نصف صدی ہمیشہ ون یونٹ کالونی سے ماڈل ٹاؤن سائیکل پر تشریف لاتے۔ اس پورے عرصہ میں ایک دن جامعہ کے مطبخ سے کھانا نہیں کھایا۔ ہمیشہ ہر روز بلا ناغہ کھانا گھر سے ساتھ لاتے۔ دوپہر کو تعلیمی وقفہ کے درمیان گھر کا کھانا گرم کر کے استعمال کرتے۔ تھوڑا درس گاہ میں آرام کیا اور پھر ظہر کے بعد مصروف تعلیم ہو گئے۔ یوں آپ نے کریما نام حق سے لے کر بخاری شریف تک تمام درسی کتابیں پڑھائیں اور بڑی شان سے پڑھائیں۔

مولانا محمد حنیف صاحب کا بیعت کا تعلق حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب چک نمبر ۱۱ چیچہ وطنی والوں سے تھا۔ جو حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کے شاگرد اور قطب الارشاد حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری کے اجل خلفاء میں سے تھے۔ مولانا عبدالعزیز صاحب کے والد گرامی حضرت مولانا حافظ صالح محمد صاحب، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کے خلیفہ مجاز تھے۔ مولانا عبدالعزیز صاحبؒ چک نمبر ۱۱ والے رمضان المبارک کو نور ملز فیصل آباد میں اپنے مسترشد رانا نصر اللہ خان کے ہاں گذارتے تھے۔ تو حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب، شیخ الحدیث جامعہ رشیدیہ ساہی وال، مولانا مفتی عبدالستار صاحب، جامعہ خیر المدارس ملتان اور حضرت مولانا محمد حنیف صاحب بہاول پور کا رمضان المبارک فیصل آباد کو نور ملز میں اپنے شیخ حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب کی خدمت میں گزرتا تھا اور عیدالفطر اپنے شیخ کے ساتھ مسجد محمدیہ چناب نگر ریلوے اسٹیشن پر ادا فرماتے تھے۔ اب وہ دور یاد آتا ہے تو طبیعت میں سرسراہٹ اور جھرجھری سی پیدا ہو جاتی ہے۔ وہ سب حضرات چل دیئے جنہیں عادت تھی مصائب میں مسکرانے کی۔ اب صرف یادیں باقی رہ گئیں۔ مولانا محمد حنیف صاحب غائبانہ طور پر ختم نبوت محاذ کے تمام خورد وکلاں کے لئے دعا گو تھے۔ وہ کیا گئے چار سو اندھیرا چھا گیا۔ مولانا مفتی عطاء الرحمن صاحب کا کہنا ہے کہ مولانا محمد حنیف صاحب نے زندگی بھر کبھی جامعہ دارالعلوم مدنیہ کے منتظمین سے تنخواہ کے اضافہ کا مطالبہ نہیں کیا تھا۔ ایسی اجلی سیرت کے لوگ اس دھرتی پر آیۃ من آیات اللہ تھے۔ مورخہ ۱۳ اکتوبر دن گیارہ بجے مولانا مفتی عطاء الرحمن صاحب نے آپ کا جنازہ پڑھایا اور اسی روز ہی بہاول پور میں وہ رحمت حق کے سپرد کر دیئے گئے۔ حق تعالیٰ آپ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائیں۔ آمین!

گول چہرہ، خندہ رو، گھنی داڑھی، کسرتی جسم، قد وقامت ابھرتی ہوئی، رنگ پکا، سر پر پگڑی باندھتے، چشمہ لگاتے تھے۔ ان کی ایک ایک ادا سے علم وعمل کے چشمے پھوٹتے تھے۔ اتنے منکسر المزاج کہ: ”نہد شاخ پر میوہ سر بر زمین“ کا مصداق تھے۔ رہے نام اللہ تعالیٰ کا۔ اللہ بس، باقی ہوس!

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

ضروری اعلان

عیدالاضحیٰ کی تعطیلات کے باعث شمارہ ۴۱، ۴۲ کو یکجا کیا جا رہا ہے۔ ایجنسی ہولڈرز وقارئین کرام نوٹ فرمالیں۔

(ادارہ)

فضائل و مناقب

جامع القرآن سیّدنا حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

شرم وحیا کے پیکر، جامع القرآن، سبب بیعت رضوان، داماد نبی، مشیر صدیق وفاروقؓ رفیق علی مرتضیٰؓ، سرتاج سیّدہ رقیہؓ وسیدہ ام کلثومؓ، امام مظلوم، شہید وفا، اسلام کا مایہ ناز سپوت، شاہراہ خلافت کی ایک روشن قندیل جو ۱۹؍ذوالحجہ ۳۵ھ کو شہادت کے لہو سے مسافرین حیات مشعل اسلام کو ہمیشہ کے لئے روشن کرگئی۔

محمد شاہد تھانوی

بادشاہ عشق ووفا، تاج دار شرم وحیا، پیکر علم وغنا، جامع القرآن، سفیر رسول، داماد آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم، عشرہ مبشرہ کا مقدس فرد، سبب بیعت رضوان، مشیر رسول، مشیر صدیق وفاروق رضی اللہ عنہما، رفیق سیدنا علی مرتضیٰؓ، غلام مصطفیٰ، عاشق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، کامل الحیا والایمان، سیدہ رقیہ وسیدہ اُم کلثوم رضی اللہ عنہما کے سر کا تاج، ہمزلف شیر خدا رضی اللہ عنہ، سیدہ فاطمہ خاتون جنت رضی اللہ عنہما کا بہنوئی، خاندان نبوت کا ایک اہم فرد، امام مظلوم، شہید وفا، محافظ حرمت تاجدار ختم نبوت، سابق الاسلام، مرد قلندر، عابد و زاہد، متواضع، خاکسار، منکسر المزاج، دربار نبوت کا حاضر باش، سیدالکونین کا محبوب خاص، خلیفہ راشد، جانشین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ، جانشین ثالث آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم، مرد دلیر، بہادر وشجاع، شب بیدار، حافظ قرآن، حکیم، امام جود و سخا، اللہ کا ولی، امیر المومنین، امام المسلمین، اللہ کا اتنا محبوب کہ اٹھارہ سو صحابہ کرامؓ کو رضا مندی کا پروانہ بیعت رضوان کی وجہ سے، زبان نبوت نے جس کی عصمت وعفت کی گواہی اس طرح دی:

''میں عثمان سے کیوں نہ حیا کروں جس سے آسمان پر فرشتے حیا کرتے ہیں'' اس شخص کی عظمت ورفعت کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ صرف شہادت کی افواہ پر سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے اٹھارہ سو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے جان دینے کی اپنے دست اقدس پر بیعت لی۔ خدا کے دربار میں اٹھارہ سو جاں نثاروں کی یہ ادا اتنی پسند آئی کہ سب کو بخشش کا پروانہ دے دیا گیا، صرف عثمان غنی کے صدقہ میں سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور تعلق قلبی کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ دو شہزادیاں یکے بعد دیگرے سیدنا عثمان غنی کے حبالۂ عقد میں دیں، (یہ شرف عظیم حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ تک کسی بھی امت میں کسی فرد کو نہ حاصل ہوا کہ وہ کسی نبی وپیغمبر کا دو بیٹیوں کی نسبت سے داماد رہا ہو) یہی وہ مرد حق ہے جس کے لئے صاحب معراج صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد مقدس فرمایا: اگر میرے یہاں چالیس بیٹیاں ہوتیں تو یکے بعد دیگرے عثمان سے بیاہ دیتا۔''

یہی اسلام کا مایہ ناز سپوت ہے، جس کے لئے صاحب قاب قوسین نے اپنے دست مبارک کو بیعت تحت الشجرہ میں فرمایا: ''یہ عثمان کا ہاتھ ہے'' اس مرد جلیل کا اسم گرامی عثمان، لقب غنی، المعروف بہ عثمان غنی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ابو عبداللہ کنیت، لقب ذوالنورین، سیدنا حضرت عثمان غنیؓ کی نانی تاجدار مدینہ کی سگی پھوپھی تھیں۔

حضرت عثمان غنیؓ کا خاندان شروع ہی سے ذی اثر، صاحب ثروت تھا۔ آپ کے جد امجد امیہ بن عبد شمس قریش کے رؤسا میں شمار ہوتے تھے۔ قریش کا قومی علَم انہی کے خاندان کے قبضہ میں رہتا تھا۔ سیدنا عثمان غنیؓ کا خاندان شرافت، سرمایہ داری، ریاست اور غزوات کے اعتبار سے اہل عرب میں ممتاز منفرد تھا۔ بنو ہاشم کے علاوہ کوئی خاندان ان کے خاندان کی برابری کا دعویٰ نہیں کرسکتا تھا۔

یہ مرد حق ابھی عنفوان شباب میں ہی تھا کہ مکہ میں توحید کی صدائیں بلند ہونے لگیں۔ یہ مرد حق قبل از اسلام بھی عفت، پاکدامنی، پارسائی، دیانتداری، راست گفتاری، سخاوت، غم خواری، راست بازی، معاملات کی صفائی میں مشہور ومعروف تھا، قبل از اسلام ہی یہ عظیم المرتبت شخص سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا مخلص رفیق تھا، لہٰذا جب سیدنا صدیق اکبر نے ان کو دعوت اسلام دی بلا چون وچرا دعوت حق پر لبیک کہا۔ ایک دن یہ صدیق اکبر کے پاس بیٹھے تھے

اور صدیق اکبرؓ انہیں اسلام کے متعلق بتلا رہے تھے کہ کائنات کی معزز ترین ہستی تشریف لے آئی اور فرمایا: ''عثمان خدا کی جنت قبول کر'' زبان نبوت کے نکلے ہوئے یہ الفاظ عثمان کے دل میں اتر گئے، اسی وقت کلمہ طیبہ پڑھ کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں اپنا نام درج کرالیا اور آخر دم تک یہ تاج غلامی سر سے نہ اُترا۔ خاندان بنو امیہ کا یہ عظیم فرد ایسے وقت شرف بہ اسلام ہوا جب سارا خاندان اسلام اور اہل اسلام کا دشمن تھا، کلمہ طیبہ پڑھنے کے جرم میں اس مرد قلندر کو مصائب و آلام سے بھی واسطہ رہا، سخت سزائیں بھی ملیں، لیکن یہ اللہ کا ولی کافروں کی سزاؤں میں اسلام سے بددل نہ ہوا، کسی کو معلوم نہ تھا کہ بنو امیہ کا فرد اسلام کا درخشندہ ستارہ ثابت ہوگا اور اسے وہ مرتبہ ملے گا جس پر ملائکہ بھی رشک کریں گے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں آنے سے پہلے خاندان نبوت سے دوہری دامادی کا شرف عظیم حاصل ہوا، جوں جوں آقائے دو جہاں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں اور اللہ کے دیوانوں کی تعداد بڑھ رہی تھی اسی قدر کفار میں حسد کی آگ بھڑک رہی تھی اور وہ ہر طرح سے ان نفوس قدسیہ کو اپنے ظلم و تشدد کا نشانہ بناتے لیکن ان دیوانوں کو کوئی ظالم و جابر راہ حق سے نہ ہٹا سکا، نہ کلمۂ توحید کا جام ان کے منہ سے ہٹا سکا، حتیٰ کہ ان مردانِ دلاور کو اپنے ہی قریبی اعزہ حتیٰ کے خون کے رشتوں سے ظلم سہنا پڑا اور ظلم و تشدد اتنا بڑھا کہ ان دیوانوں کی طاقت صبر جواب دے گئی، جب سیّد الانبیاء تاج دار حرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیکھا کہ عثمان کو ان کی غلامی اور عشق و محبت کی اس قدر سخت سزائیں مل رہی ہیں تو حبشہ کی طرف ہجرت کا حکم فرمایا۔ سیدنا عثمان غنیؓ مع شہزادیٔ امت حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا ملک حبش تشریف لے گئے، چنانچہ یہ پہلا گھرانہ تھا جو راہِ حق و صداقت میں اپنے وطن اور اہل وطن کو الوداع کہہ کر حبشہ چلا گیا، جس پر زبان نبوت سے یہ ارشاد ہوا: ''عثمان میری امت کا پہلا شخص ہے جس نے مع اہل و عیال ہجرت کی۔''

حضرت سیّد الکونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت مدینہ کے لئے حکم فرمایا تو یہ مردِ حق بھی مع اہل و عیال اپنے آقا کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے مدینہ روانہ ہوگیا، مدینہ میں صاحب قاب قوسین صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدنا عثمان کی مواخاۃ سیدنا حضرت اوس بن ثابت رضی اللہ عنہ سے فرمادی، یہ شاعر رسول سیدنا حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے حقیقی بھائی تھے۔ مدینہ منورہ میں ہجرت کے بعد مسلمانوں کے لئے سب سے اہم مسئلہ پانی کا درپیش تھا، یہ انسان کی بنیادی ضرورت ہے، اس کے بغیر چارہ نہیں، اس وقت صرف ایک ہی کنواں تھا، جس کا پانی اس لائق تھا کہ اسے پینے کے لئے استعمال کرسکیں، مگر اس کا مالک آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے غلاموں کا دشمن تھا، وہ کیسے پانی دے سکتا تھا، اس کا بس چلتا تو ان توحید کے علمبرداروں کو زندہ ہی نہ رہنے دیتا، مسلمانوں میں طے ہوا کہ اسے خرید کر وقف عام کردیا جائے جس کا جی چاہے استعمال کرے، لیکن مسئلہ یہ تھا کہ قیمت کون اللہ کا بندہ دے؟ اللہ نے یہ سعادت بھی سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہی کی قسمت میں لکھی تھی، لہٰذا اسی مرد جلیل نے کئی ہزار درہم دے کر کنواں خرید لیا اور عام وقف کردیا، جس سے توحید کے علمبردار اپنے تشنہ لب سیراب کرنے لگے۔

باوجود اس کے کہ مکہ سے ہجرت کر چکے تھے، مدینہ منورہ میں آباد ہوگئے تھے، لیکن مشرکین و منافقین کو یہ صورت بھی ناگوار تھی، تحقیر و تذلیل کا کوئی موقع ایسا نہ تھا جو مشرکین و منافقین چھوڑتے، اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے، محفل میں مجلس میں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا مضحکہ اڑاتے، آوازے کستے، گالیاں بکتے لیکن یہ بندگان صبر و رضا اُف تک نہ کرتے۔

۲ ہجری میں اسلامی تاریخ کی سب سے اولین جنگ پیش آئی، جسے غزوۂ بدر کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے، ہر مسلمان کی خواہش تھی کہ اس معرکہ میں شامل ہو اور راہِ حق میں اپنے آقا و مولا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارہ پر جان کا نذرانہ پیش کردے۔ سیدنا عثمان غنیؓ بھی بے قرار، بیتاب تھے مگر ملکہ جنت، شہزادی امت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا دختر سیّد الکونین زوجہ ذوالنورین شدید علالت میں تھیں صاحب التاج و المعراج صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہوا ''تم تیمارداری کرو تمہیں شرکت کا اجر اور حصہ مال غنیمت ملے گا، اس بندہ خاکی نے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر سر تسلیم خم کردیا اور ملکہ جنت کی تیمارداری میں جانفشانی اور تندہی سے مصروف ہوگیا، اس لئے کہ یہ قابل احترام ہستی صرف بیوی ہی نہ تھی بلکہ شہ لولاک کی لخت جگر، نور نظر، شہزادی امت، ملکہ جنت فاطمہؓ کی بہن، عائشہؓ و حفصہؓ کی بی بی، خدیجہؓ کی جگر گوشہ اور قیامت تک آنے والے مسلمانوں کے لئے انتہائی معزز و محترم شخصیت تھی لیکن رب کو کچھ اور منظور تھا۔ عثمان کی شبانہ روز تیمار داری، دعائے نیم شبی کام نہ آئی ملکہ جنت کا آخری وقت آگیا، جنت کی حوریں اور ملائکہ استقبال کی تیاریاں کرنے لگے کہ ملکۂ جنت آنے والی ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ بدر میں اپنے دیوانوں اور جاں نثاروں کے ہمراہ پرچم توحید بلند کررہے تھے ادھر ان کی لخت جگر سفر آخرت کی تیاری میں مصروف تھیں بالآخر سیّدنا عثمان غنیؓ کا دامادی کا رشتہ ختم ہوگیا یعنی ملکہ جنت، جنت کو روانہ ہوگئیں۔ سیدنا عثمان اور سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے تجہیز و تکفین کی۔ ابھی یہ حضرات شہزادیٔ امت کو منزل آخرت کی طرف روانہ کررہے تھے کہ نعرۂ تکبیر کی دلفریب صدا کانوں میں آئی، دیکھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام، رفیق

عثمان وصدیق، حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ، صاحب لولاک کی ناقہ پر سوار چلے آرہے ہیں اور یہ خوشخبری ساتھ لائے ہیں کہ جنگ بدر میں فتح توحید کا پرچم بلند کرنے والوں کو ہوئی شکست اہل کفر ونفاق کو ہوئی۔سیدنا عثمان غنیؓ کے لئے سیدہ رقیہ کی جدائی معمولی صدمہ نہ تھا،اس لئے کہ صرف وہ عثمان کی اہلیہ ہی نہ تھیں بلکہ محبوب کائنات،صاحب ارض وسما کی شہزادی تھیں، پھر یہ کہ جو رشتہ حضرت رقیہ کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سیدنا عثمان غنیؓ کو ملا تھا وہ بھی ختم ہوگیا،لہٰذا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا افسردہ مغموم ہونا فطری امر تھا،باوجودیکہ سیدالکونین کے حکم سے تیمارداری کے لئے رکے تھے،لیکن شوق جہاد جذبۂ شہادت اپنی جگہ تھا۔

تاجدار ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دیکھا کہ ان کا رفیق، محب، مخلص دوست، ساتھی، عاشق،موحد،داماد ہر وقت رنجیدہ رہتا ہے تو تسلی وتشفی دی،اس لئے کہ خود آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے تیمارداری کے لئے فرمایا تھا اور آپ کو مجاہد بدر قرار دیا اور مال غنیمت میں سے حصہ بھی مرحمت فرمایا،اجرو ثواب کی بشارت عظمیٰ سے بھی سرفراز فرمایا۔اس کے باوجود بھی سیدنا عثمان غنیؓ ملول و رنجیدہ رہتے،تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ازراہ شفقت ومحبت، دوسری شہزادی امت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمادیا،اس طرح خاندان نبوت سے دوبارہ رشتہ قائم ہوگیا یہ اعزاز اتنا عظیم ہے جس میں سیدنا عثمان غنیؓ کا کوئی ہمسر نہیں از زمانہ حضرت آدم تا قیامت۔

سیدنا عثمان غنیؓ اس غزوۂ بدر کے بعد ہر غزوہ اور معرکہ میں دل وجان سے شریک رہے اور دلیرانہ طریقہ پر توحید کا پرچم سینہ سے لگائے رکھا،کہیں بھی پامردی،شجاعت واستقلال کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا اکثر مواقع پر اپنی مدبرانہ رائے اور قیمتی مشوروں سے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیتے۔

میدان اُحد میں سرور کائنات فخر موجودات، خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ یہ مجاہد بھی تھا، جب غزوۂ ذات الرقاع پیش آیا تو اسی مرد قلندر کو نائب رسول ہونے کا شرف عظیم ملا۔ ۶ ہجری میں حضور عالی مرتبت نے کعبۃ اللہ کی زیارت کا قصد فرمایا، راستہ میں معلوم ہوا کہ مشرکین ومنافقین مانع ہوں گے اور باقاعدہ جنگ کریں گے،لیکن اس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ کو مناسب نہ سمجھا اس لئے سیدنا عثمان غنیؓ کو اپنے سفیر نامزد فرمایا اور وہاں بات چیت کے لئے بھیج دیا،نو دن تک سفیر رسول کی کوئی خبر نہ ملی،تمام صحابہ کرامؓ پریشان تھے،خود تاجدار حرم پریشان تھے،اسی اثنا میں یہ افواہ اڑ گئی کہ سفیر رسول،عاشق توحید،غلام مصطفیٰ محبوب رحمۃ للعالمین کو شہید کردیا گیا۔یہ خبر تو صحابہ کرامؓ پر بجلی بن کر گری انہیں یہ خیال بھی نہ تھا کہ ان کے دوست کے ساتھ یہ برتاؤ ہوگا،ادھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی رنجیدہ تھے کہ ان کے سفیر کے ساتھ یہ برتاؤ؟اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کے رنج وغم کی کیا کیفیت تھی اندازہ نہیں ہوسکتا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دیوانوں کو جمع کیا اور اپنے دست اقدس پر عہد لیا کہ ہم سب خون عثمان کا بدلہ لیں گے (اس واقعہ سے سیدنا عثمان غنی کی قدر ومنزلت کا اندازہ ہوتا ہے) اٹھارہ سو اللہ کے محبوب و برگزیدہ بندوں نے اس وقت آقا کے دست اقدس پر اپنی جان دینے کا عہد کیا بعد میں معلوم ہوا کہ یہ صرف افواہ تھی، یہاں فرش پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ یہ عہد کررہے تھے وہاں عرش پر ان کی بخشش اور ان کے اس عمل سے رضامندی کا پروانہ جاری ہوچکا تھا (عثمان غنیؓ کے صدقہ اور طفیل میں اٹھارہ سو مجاہدین کو بخش دیا گیا) یہ بھی اعزاز سیدنا عثمان غنیؓ کو ایسا اللہ کی طرف سے عطا ہوا جس میں ان کا کوئی ہمسر نہ ہوسکا۔مشرکین ومنافقین نے مسلمانوں کے جوش وجذبہ کی وجہ سے مصالحت کرلی اور سفیر رسول کو رہا کردیا، یہاں یہ بات قابل توجہ ہے کہ سیدنا عثمان غنی سے کفار نے کہا کہ آپ عمرہ کرلیں مگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر صحابہ کو اجازت نہیں۔ عثمان کا جواب یہ تھا:''میں گردن دے سکتا ہوں لیکن آقا کے بغیر عمرہ نہیں کرسکتا'' ادھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! عثمان عمرہ کرلیں گے؟ آقا دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عثمان میرے بغیر عمرہ نہیں کرسکتا،اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا عثمان غنیؓ کو کتنی محبت تھی رسالت مآب سے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کو کس قدر اعتماد تھا اپنے چاہنے والے پر۔ غزوۂ خیبر میں،غزوۂ حنین میں،فتح مکہ میں غرضیکہ ہر معرکہ میں یہ اللہ کا سپاہی آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ رہا۔

(جاری ہے)

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
دکان نمبر N-91 صرافہ بازار میٹھادر کراچی
فون:2545573

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ

حیات اور کارنامے

مولانا نصیر الدین قاسمی ولید پوری، انڈیا

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی شخصیت تعارف سے بے نیاز ہے، عرب کے حکمرانوں کا عزم وجزم، عقل وتدبر، پورے تناسب سے اس شخصیت کے دل ودماغ میں جمع ہوگیا تھا، عربی کتب، ادب وتاریخ ان کے تدبر کے واقعات سے لبریز ہیں، ہمیشہ ان کی سیاست کامیاب وکامران رہی، وہ اپنے زمانے کے اہل اللہ اور مقرب الی اللہ تھے۔

جب خلیفہ ولید نے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کو مدینہ منورہ کا گورنر بنایا تو آپؒ نے فرمایا کہ میں اس شرط پر گورنری منظور کرتا ہوں کہ مجھے پہلے گورنروں کی طرح ظلم واستبداد پر مجبور نہ کیا جائے۔ خلیفہ نے کہا: ''آپ حق وعدل پر عمل کریں خواہ خزانہ شاہی کو ایک پائی بھی نہ ملے۔'' آپ نے مدینہ منورہ پہنچ کر سب سے پہلے علماء واکابر کو جمع کیا اور ان لوگوں کو مخاطب کرکے ارشاد فرمایا کہ: ''اگر آپ لوگوں کو میری ریاست میں کہیں بھی، کسی پر بھی ظلم وستم ہوتا ہوا نظر آجائے، تو خدا کی قسم مجھے اس کی اطلاع ضرور کریں، جب تک آپؒ مدینہ کے گورنر رہے کسی شخص نے آپ سے عدل وانصاف، نیکی وبھلائی، سخاوت، فیاضی، ہمدردی وغمگساری اور خیر خواہی کے علاوہ کچھ نہیں دیکھا۔''

خلیفہ سلیمان کی آخری بیماری میں اس سراپا عدل وانصاف کے پیکر کو شک ہوا کہ وہ کہیں آپ کو اپنا نائب اور جانشین نہ مقرر کردے، چنانچہ افتاں وخیزاں ''رجاء بن حیوۃ'' (وزیراعظم) کے پاس تشریف لے گئے اور یوں گویا ہوئے: ''مجھے خطرہ ہے کہ خلیفہ سلیمان نے کہیں میرے حق میں وصیت نہ کردی ہو لہٰذا اگر اس نے وصیت کی ہوگی تو آپ کے علم میں تو ضرور ہوگا، آپ مجھ کو بتادیں تاکہ میں استعفاء دے کر پہلے ہی سبکدوش ہوجاؤں اور وہ اپنی حیات میں ہی کوئی دوسرا انتظام کرجائیں۔'' رجاء بن حیوۃ نے اس وقت آپ کو ٹال دیا، مگر جب وصیت نامہ منصۂ شہود پر آیا تو آپؒ کا خطرہ بالکل درست ثابت ہوا، اس وقت خلیفہ سلیمان دنیا سے رخصت ہوچکے تھے، اس واسطے آپؒ نے عام مسلمانوں کو جمع کرکے ارشاد فرمایا:

''اے لوگو! میری خواہش اور تمہارے استصواب کے بغیر خلیفہ بنایا گیا ہے، میں تمہیں اپنی بیعت سے خود ہی آزاد کرتا ہوں تم جسے چاہو اپنا خلیفہ چن لو۔''

یہ سن کر مجمع سے بالاتفاق آواز آئی: یاامیرالمؤمنین! ہمارے خلیفہ آپ ہیں۔ آپؒ نے ارشاد فرمایا: ''صرف اس وقت تک جب تک کہ میں اطاعت الٰہی کی حد سے باہر قدم نہ رکھوں۔'' اس گفتگو کے بعد شاہی سواریاں پیش کی گئیں، تاکہ آپ محل شاہی تشریف لے جائیں، آپ نے ارشاد فرمایا: ''انہیں واپس لے جاؤ، میری سواری کے لئے میرا خچر کافی ہے، جب علماء نے منبر پر حسب رواج آپ کا نام لیا اور درود وسلام بھیجا تو آپؒ نے فرمایا: میرے بجائے سب مسلمان بندوں میں مردوں اور عورتوں کے لئے دعا کرو اگر میں بھی مسلمان ہوں گا تو یہ دعا مجھے بھی خود بخود پہنچ جائے گی۔ ان تمام کارروائیوں کے مکمل ہونے کے بعد آپ اداس چہرے، حیران آنکھوں اور اڑے ہوئے رنگ کے ساتھ گھر آئے، لونڈی نے دیکھتے ہی کہا: آپ آج اس قدر پریشان کیوں ہیں؟ فرمایا: آج مجھ پر فرض عائد کیا گیا ہے کہ میں ہر مسلمان کا بغیر اس کے مطالبہ کئے حق ادا کروں، آج میں مشرق ومغرب کے ہر یتیم ومسکین کا اور ہر بیوہ ومسافر کا جواب دہ بنایا گیا ہوں، پھر مجھ سے زیادہ قابل رحم اور کون ہوسکتا ہے؟ پھر اپنی بیوی فاطمہ سے جو کہ خلیفہ عبدالملک کی نور نظر تھیں ارشاد فرمایا: اپنا وہ بیش قیمت جواہر جو تمہیں عبدالملک نے دیا تھا، بیت المال میں داخل کردو یا مجھ سے اپنا تعلق ختم کرلو، یہ سن کر باوفا سیر چشم بیوی انھیں اور اپنے جواہرات کو بیت المال میں بھیج دیا، جب دامن پاک اور گھر صاف ہوچکا تو آپ اہل خاندان کی طرف متوجہ ہوئے اور یزید اور معاویہ تک کے وارثوں کو ایک ایک کرکے پکڑا اور تمام غصب شدہ جائیداد اور اموال اصل وارثوں کو واپس کردیے، مال ودولت اس کثرت سے واپس ہوا کہ حکومت عراق کا خزانہ خالی ہوگیا اور اخراجات کے لئے دمشق سے وہاں روپیہ بھیجا گیا، بعض خیر خواہوں نے کہا: یاامیرالمؤمنین! آپ اپنی اولاد کے لئے کچھ چھوڑ دیں؟ تو ارشاد فرمایا: میں انہیں اللہ کے سپرد کرتا ہوں، حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے اپنے گھر والوں کے روزینے بند کردیے، جب انہوں نے تقاضا کیا تو فرمایا: میرے اپنے پاس کوئی مال نہیں ہے اور بیت المال میں تمہارا حق بھی اسی قدر ہے جتنا کہ اس

مسلمان کا جو سلطنت کے آخری کنارے پر آباد ہے پھر میں تمہیں دوسرے مسلمانوں سے زیادہ کس طرح دے سکتا ہوں؟ خدا کی قسم اگر ساری دنیا بھی تمہاری ہم خیال ہو جائے تو پھر بھی میں نہیں دوں گا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے اپنی سلطنت کے اندر مسلم اور غیر مسلم کے شہری حقوق کو یکساں کر دیا، حیرہ کے ایک مسلمان نے ایک غیر مسلم کو کسی وجہ سے قتل کر دیا، آپ نے قاتل کو پکڑ کر مقتول کے وارثوں کے حوالے کر دیا اور انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ ایک عیسائی نے خلیفہ عبدالملک کے بیٹے ہشام پر دعویٰ کر دیا، جب مدعی اور مدعا الیہ حاضر ہوئے تو آپ نے دونوں کو برابر کھڑا کر دیا، ہشام کا چہرہ اس بے عزتی پر فرط غضب سے سرخ ہو گیا، آپؒ نے یہ دیکھا تو فرمایا: اس کے برابر کھڑے رہو، شریعت حقہ کی شانِ عدالت یہی ہے کہ ایک بادشاہ کا بیٹا عدالت میں ایک نصرانی کے برابر کھڑا ہو۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز کا دورِ حکومت صرف ڈھائی سال ہے، اس مختصر اور قلیل مدت میں خلق خدا نے یوں محسوس کیا کہ زمین و آسمان کے درمیان عدل کا ترازو کھڑا ہو گیا ہے اور فطرتِ الٰہی خود آگے بڑھ کر انسانیت کو آزادی، محبت اور خوشحالی کا تاج پہنا رہی ہے، لوگ ہاتھوں میں خیرات لئے پھرتے تھے، مگر کوئی محتاج نہیں ملتا تھا کہ یہاں کوئی حاجت مند باقی نہیں رہا اور عطیات کو واپس کر دیتے تھے، ودی بن ارطاط (والیِ فارس) نے آپ کو لکھا کہ یہاں خوشحالی اس قدر بڑھ گئی ہے کہ عام لوگوں کے کبر و غرور میں مبتلا ہو جانے کا خطرہ ہو گیا ہے، آپ نے جواب بھیجا لوگوں کو خدا کا شکر ادا کرنے کی تعلیم دینا شروع کر دو۔

ایک طرف لاکھوں اور کروڑوں لوگ امن و مسرت اور راحت و شادمانی کے شادیانے بجا رہے تھے تو دوسری طرف وہ وجودِ مقدس جس کی وجہ سے یہ سب کچھ ہوا تھا روز بروز لاغر و ضعیف و نزار ہوتا چلا جا رہا تھا، اسے دن کا چین میسر نہیں تھا، اسے رات کی نیند نصیب نہ تھی، جب حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ مدینہ کے گورنر بنائے گئے تو اس وقت ان کا ذاتی ساز و سامان اس قدر وسیع اور عظیم تھا کہ صرف اسی سے پورے تیس اونٹ لاد کر مدینہ منورہ بھیجے گئے، جسم اس قدر تر و تازہ تھا کہ ازار بند پیٹ کے پٹوں میں غائب ہو جاتا تھا، لباس تنعم و عطریات کے بے حد شوقین تھے، نفاست پسندی کا یہ عالم تھا کہ جس کپڑے کو دوسرے لوگ آپؒ کے جسم پر ایک دفعہ دیکھ لیتے تھے دوبارہ نہیں دیکھتے تھے، خوشبو کے لئے مشک اور عنبر استعمال کرتے تھے، رجاء بن حیوۃ کا بیان ہے کہ ہماری سلطنت میں سب سے زیادہ خوش لباس، معطر اور خوش خرام شخص عمر بن عبدالعزیزؒ تھے، آپ جس طرف سے گزرتے تھے گلیاں اور بازار خوشبو میں نہا جاتے، لیکن جس دن خلیفۂ اسلام بنائے گئے، آپؒ نے ساری جاگیریں اصل مالکوں کو واپس کر دیں اور فرش، لباس، عطریات، ساز و سامان، محلات، لونڈی و غلام اور سواریاں سب بیچ دیئے اور قیمت بیت المال میں داخل کر دی، آپؒ کے پاس صرف ایک جوڑا رہتا تھا جب وہ میلا ہوتا، اسی کو دھو کر پہن لیتے تھے، مرض الموت میں آپ کے سالے نے اپنی بہن فاطمہ یعنی حضرت عمر بن العزیز کی اہلیہ سے کہا: ''امیر المومنین کی قمیص بہت میلی ہو رہی ہے لوگ بیمار پرسی کے لئے آتے ہیں اسے بدل دو۔'' حضرت عمر بن العزیزؒ کی بیوی نے یہ سنا اور خاموش ہو گئیں، بھائی نے جب پھر یہی تقاضا کیا تو فرمایا: ''خدا کی قسم! خلیفہ اسلام کے پاس اس کے سوا کوئی دوسرا کپڑا نہیں ہے، میں کہاں سے دوسرا کپڑا پہنا دوں'' اور یہ جوڑا بھی خلیفۂ وقت کے بدن پر جو تھا صحیح سالم نہ تھا، اس میں کئی پیوند لگے ہوئے تھے۔

ایک دن آپؒ کو انگور کھانے کی تمنا ہوئی، آپؒ بیوی کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ''کیا تمہارے پاس ایک درہم ہے؟ میں انگور کھانا چاہتا ہوں'' بیوی (فاطمہ) نے کہا خلیفۃ المسلمین ہو کر کیا آپ میں ایک پیسہ خرچ کرنے کی بھی طاقت نہیں ہے، فرمایا: ''میرے لئے جہنم کی ہتھکڑی سے زیادہ یہ آسان ہے۔''

جب خلافت کی ذمہ داریوں کا پہاڑ آپؒ پر ٹوٹ پڑا، تو غذا اور خوراک کے علاوہ میاں بیوی کے تعلقات سے بھی علیحدگی اختیار کر لی، سارا دن سلطنت کی ذمہ داریاں نبھاتے اور رات کے وقت عشاء پڑھ کر تن تنہا مسجد میں بیٹھ جاتے اور ساری ساری رات جاگتے، سوتے، گریہ و زاری میں بسر کر دیتے، بیوی سے ان کی یہ حالت دیکھی نہ جاتی، ایک دن انہوں نے تنگ آ کر پوچھا، تو ارشاد فرمایا: ''میں نے ذمہ داری کے سوال پر بڑی اچھی طرح غور و خوض کیا ہے اور اس کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ میں اس امت کے چھوٹے بڑے اور سیاہ و سفید کاموں کا ذمہ دار ہوں، مجھے یہ یقین ہو چکا ہے کہ میری سلطنت کے اندر جس قدر بھی غریب، مسکین، یتیم، مسافر اور مظلوم موجود ہیں ان سب کی ذمہ داری مجھ پر ہے، خدا تعالیٰ ان سب کے متعلق مجھ سے پوچھے گا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سب کے متعلق مجھ پر دعویٰ کریں گے، اگر میں خدا اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جواب نہ دے سکا تو میرا انجام کیا ہو گا؟ جب میں ان سب باتوں کو سوچتا ہوں تو میری طاقت گم ہو جاتی ہے، دل بیٹھ جاتا ہے، آنکھوں میں آنسو بے دریغ بہنے لگتے ہیں۔''

۱۰۱ ہجری میں اموی خاندان کے بعض لوگوں نے آپؒ کے غلام کو ایک ہزار اشرفی دے کر آپ کو زہر دلوا دیا، آپ کو اس کا علم ہوا تو غلام کو پاس بلایا، اس سے رشوت کی اشرفیاں لے کر بیت المال میں بھجوا دیں اور فرمایا: ''جاؤ میں تمہیں اللہ کے لئے

معاف اور آزاد کر رہا ہوں۔“ پھر اپنے بیٹوں کو پاس بلایا اور فرمایا: ”اے میرے بچو! دو باتوں میں سے ایک بات تمہارے باپ کے اختیار میں تھی، ایک یہ کہ تم دولت مند ہو جاؤ اور تمہارا باپ دوزخ میں جائے، دوسری یہ کہ تمہارا باپ جنت میں داخل ہو، میں نے آخری بات پسند کر لی، اب میں تمہیں صرف خدا ہی کے حوالے کرتا ہوں۔

ایک شخص نے کہا: ”حضرت عمر کو روضۂ نبوی کے اندر چوتھی خالی جگہ میں دفن کیا جائے یہ سن کر فرمایا: خدا کی قسم! میں ہر عذاب برداشت کر لوں گا، مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم پاک کے برابر اپنا جسم رکھواؤں، یہ جرأت مجھے برداشت نہیں۔“

اس کے بعد آپؒ نے ایک عیسائی کو بلوایا اور اس سے اپنی قبر کی زمین خریدی، عیسائی نے کہا: ”میرے لئے یہ عزت کیا کم ہے کہ آپ کی ذات پاک میری زمین میں دفن ہو، میں اب عزت کی قیمت وصول نہیں کروں گا۔“ فرمایا: ”یہ نہیں ہو سکتا“ آپؒ نے اصرار کر کے قیمت اسی وقت ادا کر دی، پھر فرمایا: جب مجھے دفن کرو تو یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ”ناخن اور موئے مبارک“ میرے کفن کے اندر رکھ دینا، اسی وقت پیغام ربانی آ گیا اور زبان مبارک پر یہ آیات جاری ہو گئیں:

”تلک الدار الأخرة نجعلها للذين لا يريدون علوا ولا فسادا والعاقبة للمتقين۔“

اور روح اطہر جسم سے پرواز کر گئی۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔

بارگاہ ایزدی میں احقر دعا گو ہے کہ: اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ جیسی زندگی اور موت نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ ☆☆☆

سانگلہ ہل: گستاخ پادری کے خلاف مقدمہ درج ملزم کرم دیان مسیح گرفتار، نامعلوم مقام پر منتقل

سانگلہ (آن لائن) سانگلہ ہل کے نواحی گاؤں چک ۱۱۱ ممندولی میں شارع عام پر انبیاء کرام کی شان میں گستاخی اور سنت ابراہیمی اور قربانی کے گوشت کے خلاف دشنام طرازی کرنے والے عیسائی پادری کرم دیان مسیح کے خلاف دو روز بعد تھانہ صدر سانگلہ ہل پولیس نے مقدمہ درج کر لیا اور گستاخ ملزم پادری کرم دیان کو باضابطہ طور پر گرفتار کر لیا جسے بعد ازاں نامعلوم مقام پر منتقل کر دیا گیا۔ ۱۷ اکتوبر کو ملزم پادری کرم دیان کو ڈسٹرکٹ جیل بھیج دیا جائے گا۔ تفصیلات کے مطابق سانگلہ ہل کے نواحی گاؤں چک ۱۱۱ میں ۱۳ اکتوبر کو چار بجے سہ پہر کے وقت گستاخ پادری کرم دیان شارع عام پر انبیاء کرام کی شان میں گستاخانہ الفاظ کے ساتھ مسیحی طریقہ کے مطابق خطاب کر رہا تھا کہ اہل گاؤں نے اس پر احتجاج کرنا شروع کر دیا۔

(روزنامہ جنگ کراچی، ۱۷ اکتوبر ۲۰۱۲ء)

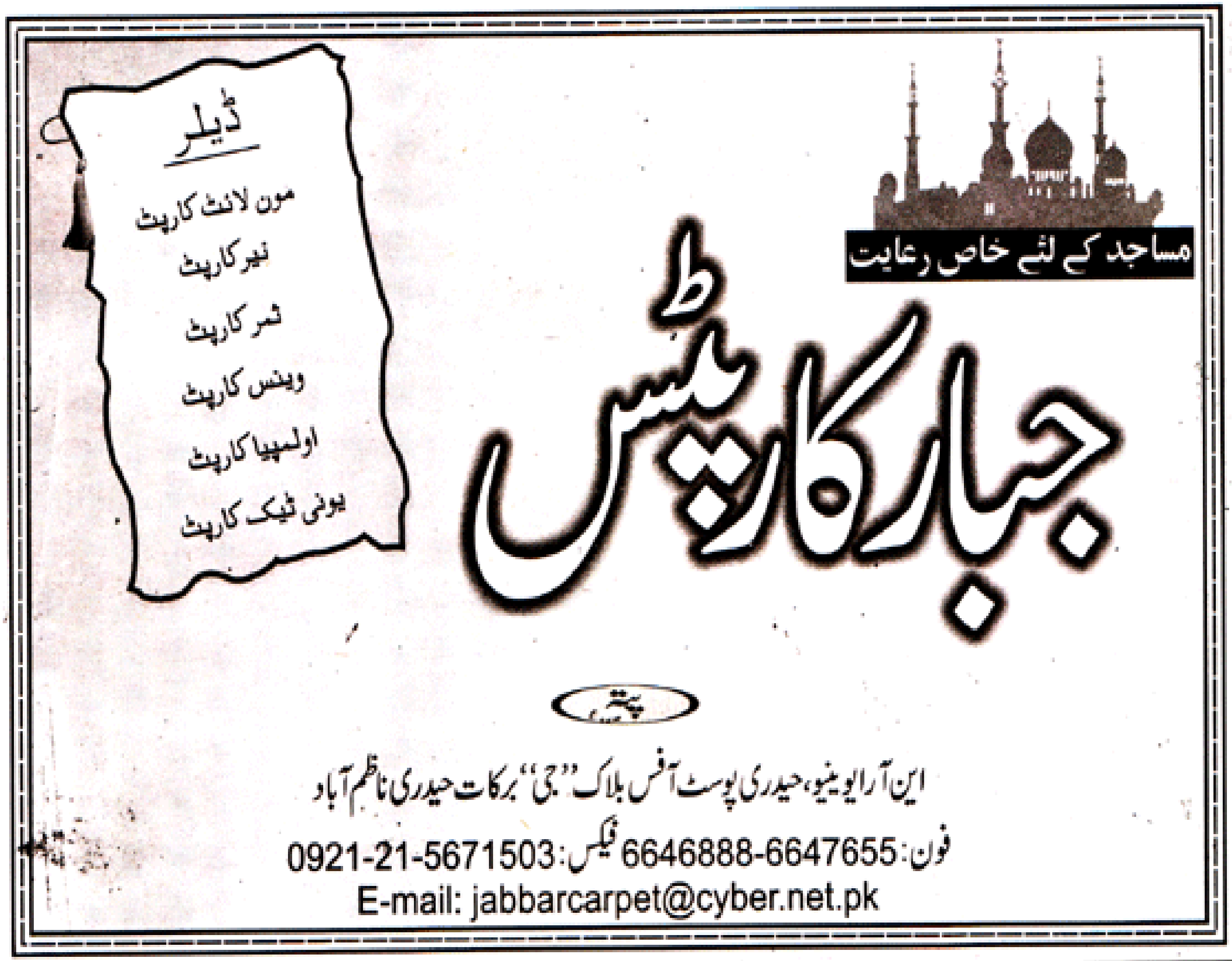

حدیث شریف کی تشریعی حیثیت

مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی

عقل انسانی اگر وحی ربانی سے مستنیر اور روشن نہ ہو اور اس کی تائید وحی منزل سے نہ کی جائے تو اس کے بس میں نہیں ہے کہ بطور خود ''کلام اللہ'' سے شریعت کی جملہ تفصیلات اور تمام تر احکامات کا فہم و ادراک کر سکے، اس لئے مکمل طور پر شریعت اسلامی کو جاننے کے لئے از بس ضروری ہے کہ حامل وحی الٰہی اور خدائے علیم و خبیر کے فرستادہ کلام اللہ کے شارح پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کا سہارا لیا جائے تاکہ ان کے شرح و بیان سے باری تعالیٰ کی مراد کو سمجھا اور قرآن محکم سے احکام کی تفصیلات کو اخذ کیا جاسکے، لہٰذا اگر حدیث کی حجیت کو تسلیم نہیں کیا جائے گا تو ان کی استعانت سے کلام اللہ کی مراد کی تعیین اور احکام و مسائل کی تفصیل کیونکر درست ہوگی؟

حدیث پاک کی اسی ہمہ گیر اہمیت اور تشریعی حیثیت کی بنا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث کی اتباع اور پیروی کا اس قدر تاکید اور کثرت سے حکم دیا ہے کہ اس کا شمار آسان نہیں ہے، جس کے مجموعہ سے روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ اسلامی شریعت میں حدیث رسول کو دلیل و حجت کی حیثیت حاصل ہے، اس موقع پر طوالت سے بچنے کے لئے صرف تین احادیث نقل کی جارہی ہیں جبکہ کسی دعویٰ کے اثبات میں ایک دلیل کافی ہوتی ہے:

(۱) ''غور سے سنو! بیشک قریب ہے کہ ایک مرد کو میری جانب سے حدیث پہنچے گی اور وہ اپنے آراستہ تخت پر ٹیک لگائے ہوگا، تو کہے گا کہ ہمارے، تمہارے درمیان اللہ کی کتاب ہے، لہٰذا اس میں جس چیز کو ہم حلال پائیں گے اسے حلال باور کریں گے اور اس میں جس چیز کو ہم حرام پائیں گے اسے حرام سمجھیں گے، حالانکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جس چیز کو حرام ٹھہرایا ہے اس کی حرمت اللہ تعالیٰ کے حرام قرار دینے کی طرح ہے۔'' (رواہ الائمۃ ابوداؤد، والترمذی، وابن ماجہ، والدارمی، واللفظ لہم سوی ابی داؤد)

امام ابوداؤدؒ نے یہ حدیث ان الفاظ میں روایت کی ہے:

(۲) ''بغور سنو! بیشک مجھے (اللہ کی جانب سے) کتاب دی گئی ہے اور کتاب کے ساتھ اسی جیسی (حدیث و سنت بھی دی گئی ہے) خبردار رہو! قریب ہے کہ آسودہ حال شخص اپنی مزین سریر پر (ٹیک لگائے) کہے گا: اسی قرآن کو لازم پکڑو لہٰذا اس میں جو چیز حلال سے پاؤ اسے حلال قرار دو اور اس میں جو چیز از قبیل حرام پاؤ اسے حرام ٹھہراؤ''

حضرت مقدام رضی اللہ عنہ سے مروی یہ حدیث پاک درج ذیل باتوں پر مشتمل ہے:

الف:... قرآن مجید کی طرح احادیث بھی منجانب اللہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دی گئی ہیں۔

ب:... قرآن حکیم کی طرح احادیث بھی احکام میں حجت ہیں۔

ج:... قرآن مقدس کی طرح احادیث مبارکہ پر بھی عمل لازم ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد پاک حجیت حدیث کے اثبات میں بالکل صریح ہے، کیونکہ اس حدیث کے جملہ ''اوتیت الکتاب ومثلہ معہ'' میں ''الکتاب'' سے قرآن مجید اور ''مثلہ'' سے حدیث ہی مراد ہے، اس حدیث میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح فرمایا ہے کہ آپ کی حدیث سے اعراض جائز نہیں ہے، کیونکہ حدیث سے اعراض قرآن مجید سے اعراض کے مرادف ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''وما اٰتکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتھوا''... رسول اللہ تم سے جو بیان کریں اس پر عمل کرو اور جس کام سے روک دیں اس سے رک جاؤ...

''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ''حجۃ الوداع'' میں لوگوں سے خطاب کیا تو اپنے خطبہ میں فرمایا: اے لوگو! بیشک میں نے چھوڑی ہے تمہارے درمیان ایسی چیز کہ اگر تم اسے پکڑے رہوگے تو کبھی راہ سے نہیں ہٹوگے (وہ چیز) اللہ کی کتاب، اور اللہ کے نبی کی حدیث ہے۔ (رواہ الحاکم فی المستدرک فی کتاب العلم من طریق ابی اویس عن ثور بن زید الدیلی، عن عکرمۃ، عن ابن عباس، قال الحاکم: قد احتج البخاری باحادیث عکرمۃ، واحتج مسلم بابی اویس، وسائر رواتہ متفق علیہم انتہی، ووافقہ الذہبی فی ''تلخیصہ'' علی ذالک، وقال: لہ اصل فی ''الصحیح'' انتہی)

امام بیہقی نے "المدخل" میں اسی کے ہم معنی حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، جس کے آخر میں یہ زیادتی ہے:

"لن يفترقا حتى يردوا على الحوض" (مفتاح الجنۃ، ص:۷)

یعنی قرآن و حدیث کبھی ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے، یہاں تک کہ ایک ہی ساتھ قیامت میں حوض پر پہنچیں گے۔

یہ حدیث پاک صاف بتارہی ہے کہ "کلام اللہ" اور "حدیث رسول اللہ" دونوں توأم (جڑواں) ہیں، کبھی بھی ایک دوسرے سے الگ اور جدا نہیں ہوں گے، اسلامی شرائع و احکام کی تکمیل ان دونوں کے بغیر نہیں ہوسکتی ہے، ان دونوں کو دلیل راہ بنائے بغیر منزل مقصود تک رسائی ممکن نہیں ہے۔ حدیث پاک ہی سے قرآن حکیم کے مقاصد کی تفصیل اور اس کے احکام کی تکمیل ہوتی ہی، درحقیقت حدیث، اللہ کے کلام قرآن محکم کا بیان و شرح ہے تو ایک کو دوسرے سے علیحدہ کیسے کیا جاسکتا ہے؟

قرآن و حدیث کا یہ ربط باہمی صاف بتارہا ہے کہ دین اسلام میں حدیث رسول علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی حیثیت تشریعی اور حجت و دلیل ہی کی ہے، کیونکہ جب حدیث پاک کتاب الٰہی کا بیان اور اس کی شرح ہے اور بلاریب قرآن کی حیثیت تشریعی ہے، تو بغیر کسی تردد کے اس کے بیان و شرح کی حیثیت بھی تشریعی ہی ہوگی، یہی عقیدہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم سے لے کر آج تک امت کا ہے۔

(۳) "زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ شاداں و بارونق بنائے اس آدمی کو جس نے مجھ سے حدیث سنی پھر اسے محفوظ کیا یہاں تک کہ دوسرے کو پہنچادیا، اس لئے کہ بہت سے حامل فقہ فقیہ نہیں ہوتے اور بہت سے حامل فقہ اس کو پہنچاتے ہیں جو اس حامل فقہ سے زیادہ فقیہ ہوتا ہے۔" (مسند احمد، ج:۵، ص:۱۸۳، مسند الانصار، وقال البیہقی ہذا الحدیث متواتر، مفتاح الجنۃ، ص:۵)

یہ مبارک حدیث زید بن ثابت کے علاوہ، عبداللہ بن مسعود، جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہم اجمعین وغیرہ سے بھی مروی ہے۔ حدیث پاک کو براہ راست آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر اسے محفوظ رکھنے پھر اس کی تبلیغ تحدیث پر اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے یہ مسرت خیز دعا، کیا اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ حدیث رسول علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی شان انتہائی بلند اور اس کا فائدہ نہایت عظیم ہے؟ ورنہ یہ دعا کیوں دی جاتی۔

حدیث پاک کی یہ عظمت شان اور فائدہ بجز اس کے سوا اور کیا ہے کہ یہ دین میں حجت اور احکام شریعت کی دلیل و بیان ہے۔ جیسا کہ خود اس حدیث کے آخری "جز رب حامل فقه ليس بفقيه... الخ" سے ظاہر ہے۔

کیا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بابرکت فرمان ہمیں یہ احساس نہیں دلا رہا ہے کہ سامع حدیث کو بعد والوں تک اسے پہنچانے پر مامور کیے جانے کا مقصد بس یہی ہے کہ یہ بعد والے بھی اس فقہ اور حکم شرعی پر عمل کریں جس پر یہ حدیث مشتمل ہے؟ اور یہ اسی وقت ہوسکتا ہے، جبکہ حدیث دلیل و حجت ہو اور شریعت کے احکام اس سے ثابت ہوتے ہوں۔

ایک مرد مومن جس کے سر میں تھوڑی سی بھی عقل ہے کیا یہ وہم و گمان کرسکتا ہے کہ پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث پاک کو جو دوسروں کو سنانے کا حکم فرمایا ہے تو یہ احادیث (حاشا وکلا) ان دل بہلانے والی باتوں اور قصے، کہانیوں کی طرح ہیں جنہیں چوپال اور بیٹھکوں میں سنایا جاتا ہے؟ (حاشا وکلا) کیونکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس بات سے بہت ہی بلند و بالا ہیں اور آپ کی شان عصمت سے دور اور بہت دور ہے کہ اپنی امت کو بے فائدہ اور عبث کام کا حکم دیں، اس لئے لامحالہ حدیث کی تبلیغ و تحدیث کا حکم اور اس پر یہ دعا محض اسی بنا پر ہے کہ یہ دین اسلام میں حجت ہے۔ ہماری اس بات کی تائید امام مطلبی محمد بن ادریس شافعی متوفی ۲۰۴ھ کے قول سے ہوتی ہے، چنانچہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی اس حدیث کے تحت امام شافعی لکھتے ہیں:

"پس جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول و حدیث کو سننے، اسے محفوظ کرنے اور دوسروں تک پہنچانے کا حکم دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم بتارہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بات کو دوسروں تک پہنچانے کا حکم اسی صورت میں دیں گے کہ جس کو یہ پہنچائی گئی ہے، اس پر اس سے حجت قائم ہورہی ہے کیونکہ آپ کی جانب سے جو بات پہنچائی گئی ہے (وہ مشتمل ہوگی) حلال پر جو استعمال کیا جائے گا یا حرام پر جس سے بچا جائے گا یا حد و ممانعت پر کہ ٹھہرا جائے گا یا مال پر جو لیا دیا جائے گا یا دین و دنیا کی خیر خواہی پر اور آپ کا یہ فرمان یہ (بھی) دلالت کررہا ہے کہ کبھی فقہ کا حامل غیر فقیہ ہوتا ہے، اس کا حافظ تو ہوتا ہے، اس میں فقیہ نہیں ہوتا۔"

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ نے اصول فقہ کی اپنی نادرہ بے مثال تصنیف "الرسالۃ" میں یہ حدیث خبر آحاد کی حجیت میں نقل کی ہے اور اس پر یہ تعلیق اور شرح درج فرمائی ہے، جس سے صاف طور پر معلوم ہورہا ہے کہ حدیث مبارک "نضر اللہ امرأ اسمع منا حدیثا الخ" حجیت حدیث کی ایک روشن دلیل ہے۔

☆☆......☆☆

محروم خواتین

پردہ: عورت کے لئے ایک نعمت ہے، جبکہ بے پردگی عورت کی محرومی ہے۔ خواتین کے لئے بطور خاص ایک ایسا مضمون جو ان کے لئے ایسا آئینہ ہے، جس میں وہ خدا کی طرف سے عطا کردہ اس نعمت اور اس سے محرومی دونوں کا عکس دیکھ سکتی ہیں۔ (ادارہ)

حضرت مولانا مفتی عبدالسلام چاٹگامی

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ایسی عورتیں جو باریک کپڑے پہنتی ہیں جن سے ان کا بدن نظر آتا ہے یہ عورتیں اپنے بناؤ سنگھار سے لوگوں کو اپنی طرف مائل کرتی ہیں، اور خود بھی غیروں کی طرف مائل ہوتی ہیں، ظاہر میں تو یہ کپڑے پہنے ہوئے ہوتی ہیں مگر حقیقتاً باطن میں ننگی ہوا کرتی ہیں وہ اس قابل ہیں کہ تم ان پر لعنت کرو، یہ سب عورتیں ملعونہ (یعنی رحمت الٰہی سے محروم) ہیں۔" (رواہ الحاکم)

تشریح: یعنی عورتوں کا ایسا لباس پہننا جس سے بدن نظر آتا ہو یا بدن کا حجم ظاہر ہوتا ہو موجب لعنت ہے، ایسے لباس پہننے والی عورتیں خود گناہگار ہیں اور دوسروں کو بھی دعوت گناہ دینے والی ہیں اور گناہگار بنانے والی ہیں اور ان کے بدن پر صورتاً لباس تو ہوتا ہے لیکن حقیقت میں ایسی عورتیں ننگی پھر رہی ہوتی ہیں تو جو شخص یا اشخاص ان کو دیکھ رہے ہوتے ہیں ان پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے اور جو عورتیں دوسروں کو اپنی زینت اور جسم کی خوبی دکھاتی پھر رہی ہیں ان پر بھی اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے یعنی ایسی عورتیں اللہ تعالیٰ کی رحمتوں سے دور ہوتی جارہی ہیں اور مردوں نے بھی اگر ایسا لباس پہننا شروع کردیا تو وہ بھی مستحق لعنت ہوں گے۔

"حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتی ہیں کہ آپ نے فرمایا جو عورت بالوں کو چپکاتی ہے یا زینت کے لئے بدن کو گودتی یا گدواتی ہے یا دانتوں کو گھس کر اور ریتی سے رتوا کر چمکاتی ہے یا بھوؤں کو مونڈ کر باریک بناتی ہے اس قسم کی تمام عورتیں ملعونہ ہیں ان پر اللہ کی لعنت ہے۔" (بخاری ومسلم)

تشریح: یعنی خوبصورتی اور زینت حاصل کرنے کے لئے جو عورتیں اپنے اعضاء میں کسی عضو کو بدلتی یا بگاڑتی ہیں، ان پر اللہ کی لعنت ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتوں سے دور چلی جارہی ہیں، ہماری وہ خواتین جن کو مذکورہ امور کی عادت ہے اس سے توبہ واستغفار کرکے ان چیزوں کو چھوڑ دینا چاہئے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی ناراضی سے بچنا چاہئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے لعنت فرمانا موجب غضب الٰہی ہے اور غضب الٰہی سبب عذاب ہے اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود لعنت فرمائی ہے تو آپ کی شفاعت بھی ایسی عورتوں کو نصیب نہ ہوگی، کتنی افسوس کی بات ہے۔

"حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مردوں پر لعنت فرمائی ہے جو عورتوں کی نقل اتاریں اور ان عورتوں پر بھی لعنت فرمائی ہے جو مردوں کی نقل اتاریں۔" (بخاری ومسلم)

تشریح: مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب مرد اور عورت کو دو الگ الگ جنس پیدا فرمایا ہے تو ایک کا دوسرے کی نقلیں اتارنا اور ایک دوسرے کی مشابہت اختیار کرنے کی کوشش کرنا "تغییر خلق اللہ" کی سعی کرنا ہے پھر مردوں کے لئے جب از روئے شرع الگ وضع قطع کے لباس متعین ہیں اور عورتوں کے لئے الگ وضع قطع کے لباس متعین ہیں، اس کے بعد بھی ایک جنس کا دوسرے جنس کے لباس کا اختیار کرنا انتہائی درجہ کا ظلم اور زیادتی ہے اور اس سے بے شمار فتنے پھیلتے ہیں، اسی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی خاتون اور مرد پر لعنت فرمائی ہے، لہٰذا ان عورتوں کو عبرت حاصل کرنا چاہئے جو کہ مردوں کی طرح قمیص اور شلوار پہنتی ہیں اور اپنے بدن اور اعضاء کو دکھاتی پھرتی ہیں، مردوں کی نقلیں اتارتی ہیں، لہٰذا مرد کا لباس اختیار کرنا یا مردوں کی طرح کہ مرد جن اعضاء کو کھلا رکھتے ہیں، عورتوں کا ان اعضاء کو کھلا رکھنا جیسا کہ آج کل عورتیں اور لڑکیاں بازوؤں کو، اپنے سر اور بالوں کو، گردن اور سینہ کے کچھ حصہ کو کھلا چھوڑتی ہیں، یہ سب مردوں کی مشابہت ننگی پھرنے کے مترادف ہیں اور موجب لعنت ہے، یعنی ایسی عورتوں پر اللہ اور اس کے رسول اور فرشتوں کی لعنت ہے۔ لہٰذا عورتوں کو اور تمام بالغ لڑکیوں کو چاہئے کہ ایسے لباس نہ پہنا کریں جس کے اندر مردوں کے لباس کے ساتھ مشابہت ہو اور بے پردگی ہوتی کہ مردوں کی

چال چلن میں نقل اتارنا بھی سبب گناہ ہے اور یہی حکم ان مردوں کا بھی ہے جو عورتوں کی مشابہت اختیار کرتے ہیں خواہ لباس میں یا چال چلن میں ایسے مردوں پر بھی لعنت ہے۔

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو عورتیں ظاہر میں تو لباس پہنا کرتی ہیں لیکن وہ حقیقت میں دیکھنے والوں کو ننگی نظر آتی ہیں اور اپنی طرف دوسروں کو مائل کرنے والی ہیں اور خود دوسروں کی طرف مائل ہونے والی ہیں ان پر اللہ کی لعنت ہے، یہ عورتیں جنت میں ہرگز نہیں جائیں گی اور ان کو جنت کی ہوا بھی نصیب نہ ہوگی۔'' (مسلم)

تشریح: لباس پہن کر ننگی نظر آنے کی کئی صورتیں ہیں:

۱:... لباس باریک ہو جس سے بدن کا مستور حصہ نظر آجائے، جس کا دیکھنا اور دکھانا حرام ہے۔

۲:... لباس اتنا تنگ چست ہو کہ لباس پہننے کے بعد اعضاء مستورہ کا حجم اونچ نیچ دیکھنے والے کے سامنے ظاہر ہو جائے تو یہاں پر بھی صورت لباس تو ہے لیکن حقیقت میں ننگی ہیں اعضا مستورہ کا حجم اور اونچ نیچ ظاہر ہونے کی وجہ سے ایسے لباس پہننے والی عورت مستحق لعنت ہے۔

۳:... لباس موٹے کپڑے کے نہیں اور تنگ بھی نہیں ڈھیلا بھی ہے لیکن پورا بدن ڈھانپا ہوا نہیں بازو، سر، گردن یا کچھ حصہ سینہ کا نظر آرہا ہے تو بھی ننگی رہنے کے حکم میں ہے۔

۴:... اور اگر لباس باریک ہے، پورے بدن کو ڈھانپا نہیں آدھے جسم پر لباس آدھے جسم پر نہیں ہے بہت تنگ بھی ہے تو یہ شکل بدترین لباس کی ہے، لہٰذا لباس کے یہ سارے انواع ناجائز وحرام ہیں موجب لعنت اور جہنم میں جانے کے سبب ہیں۔

اس لئے تمام بالغ عورتوں کو چاہئے کہ لباس کے معاملہ میں حد سے زیادہ احتیاط کریں اولاً موٹے کپڑے کے لباس تیار کریں، شلوار، قمیص، دوپٹے سب موٹے کپڑے کے ہوں اور ڈھیلے ڈھالے ہوں اور بدن کے تمام مستور حصہ کو ڈھانپنے والے ہوں اور اس کے اوپر ایک چادر بھی ہو، خاص کر جب گھر سے باہر نکلنے کی صورت ہو یا ڈھیلا برقعہ یا موٹے کپڑے کی بڑی چادر جو سر سے پاؤں تک ڈھانپنے کے قابل ہو، ضروری ہے پھر برقعہ یا چادر سے چہرہ ڈھانپ لیں، بصرف آنکھیں کھلی رکھیں تب جاکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع ہوگی۔ اللہ اور اس کے رسول اور فرشتوں کی لعنت سے عورتیں بچ جائیں گی، خاوند، والدین اور سرپرستوں کو چاہئے کہ لباس تیار کراتے وقت ان چیزوں کا خیال رکھیں اور بعض عورتیں خود درزی کے پاس جاکر ناپ دیتی ہیں یہ تو اور بھی سخت بے حیائی کی بات ہے، عورتوں کو چاہئے کہ خود درزی کے پاس ناپ دینے کے لئے نہ جائیں بلکہ ناپ کے لئے پرانے کپڑے دے دیں۔

''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ہجڑوں پر لعنت فرمائی جو ہیں تو مردوں میں سے لیکن صورتیں عورتوں جیسی بنائی ہیں، اور ان عورتوں پر لعنت فرمائی جو کہ عورتوں میں سے ہیں لیکن صورت مردوں کی بنائی ہے۔'' (بخاری)

تشریح: مرد کا عورت کی صورت بنانا، مثلاً لمبے لمبے بال رکھنا جیسے عورتیں رکھتی ہیں لباس ایسے پہننا جیسے عورتیں پہنا کرتی ہیں اور زینت ایسی اختیار کرنا جیسے عورتیں اختیار کرتی ہیں اسی طرح عورتوں کا مردوں کی صورت بنانے کا مطلب یہ ہے کہ بالوں کو چھوٹے کرلینا، مردوں کی طرح سر پر اسے کھلے چھوڑ دینا لباس قمیص وغیرہ مردوں کی طرح پہننا یہ سب چیزیں سبب لعنت ہیں۔

''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو آوازیں ملعون ہیں، دنیا اور آخرت دونوں جگہ میں ان پر لعنت کا سلسلہ رہتا ہے، ایک نعمت حاصل ہونے کے موقع پر گانے بجانے کی آواز، دوسرے مصیبت کے وقت آواز کرکے رونے اور چلانے کی آواز۔'' (بزار)

تشریح: حدیث مذکور میں خوشی کے موقع پر گانے کی آواز کو ملعون کہا گیا ہے، آواز پر لعنت کا مطلب یہ ہے کہ جہاں پر یہ آواز ہوگی وہاں پر اللہ کی لعنت ہوگی اور وہ جگہ اللہ کی رحمت سے دور ہوگی اور جو گانے والا مرد یا عورت ہوگی اس پر اللہ کی لعنت ہوگی اور جو سننے والے ہوں گے ان پر اللہ کی لعنت ہوگی معلوم ہوا کہ نکاح کی منگنی اور شادیوں کے موقع پر جن لوگوں میں گانے بجانے کا رواج ہے، یہ غلط اور حرام ہے اور قابل لعنت ہے ایسی منگنیاں اور نکاح جو دین اور دینی چیزیں تھیں، رحمت اور برکت کی چیزیں تھیں گانے بجانے کی وجہ سے لعنت کی چیزیں بن گئیں، کتنی افسوس کی بات ہے، گانے بجانے کی وجہ سے ایک تو اللہ اور اس کے رسول کے احکام کو توڑا گیا، پھر نکاح جو رحمت کا سبب تھا لعنت کا سبب بن گیا، گانے والی عورتوں کا جمع ہونا الگ گناہ ہے، بے پردگیاں الگ گناہ ہیں، پھر تصویر کشی کا گناہ اس پر مزید ہے۔ یہ سب چیزیں موجب لعنت ہیں، اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی حفاظت فرمائے، عقل اور دین کا فہم عطا فرمائے۔

دوسری آواز مرنے کے وقت یا کسی اور غم کے موقع پر رونے اور چلانے کی آواز پر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے۔

لہٰذا عورتوں کو عبرت حاصل کرنی چاہئے جو

مصائب کے موقع پر چیخی چلاتی ہیں، لہٰذا آواز کے ساتھ رونا نہیں چاہئے جبکہ بلا آواز مصائب پر رونا آ جائے تو اس پر ثواب اور اجر ملتا ہے، لیکن آواز کرنے سے اجر وثواب میں نہ صرف کمی آ جاتی ہے بلکہ یہ رونا لعنت کا سبب بن جاتا ہے، اس لئے بڑی احتیاط کی ضرورت ہے۔

''حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نوحہ کرنے والی عورتیں اور نوحہ سننے والی عورتیں دونوں ملعونہ ہیں، دونوں پر لعنت ہے۔'' (ابوداؤد)

تشریح: احادیث مذکورہ سے معلوم ہوا کہ ماتم، بال کھسوٹنا، نوچنا، سینہ کوبی کرنا، چیخیں مار مار کر رونا یہ سب باتیں سبب لعنت ہیں، لہٰذا جو مرد اور عورتیں خاص خاص دنوں میں خاص خاص مہینوں میں کسی بزرگ یا شخصیت پر چیخ چیخ کر روتی ہیں، چلاتی ہیں، سینہ کوبی کرتیں ہیں، گریبان پھاڑتی ہیں یہ سب عورتیں مستحق لعنت ہیں، ایک تو قرآن وسنت کے خلاف اقدام ہونے کی وجہ سے ناجائز وحرام ہیں، دوسری بات یہ عام ناجائز امور کی طرح نہیں بلکہ اس رونے چلانے پر خدا اور رسول اور فرشتوں کی لعنت بھی ہوتی ہے، لہٰذا جو مرد یا عورت ان ناجائز حرام کاموں میں مبتلا ہیں انہیں اپنے اعمال اور اپنے نظریات پر نظر ثانی کرنا چاہئے۔ غور کرنا چاہئے کہ وہ جس راستے پر چل رہی ہیں وہ رحمت کی طرف لے جانے والے ہیں یا لعنت کی طرف لے جانے والے راستے ہیں؟

''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو عورتیں قبرستان میں جاتی ہیں اور قبروں پر جا کر قبروں کو مسجد بناتی ہیں اور وہاں بتیاں جلاتی ہیں، ان پر لعنت ہے۔'' (ابوداؤد، ترمذی)

تشریح: بعض عورتیں قبرستان میں زیارت کی غرض سے جاتی ہیں، بعض عورتیں مزارات میں حوائج لے کر جاتی ہیں، پھر وہاں جا کر صاحب مزار سے حاجتیں مانگا کرتی ہیں اور اصحاب مزار کو سجدہ تک کرتی ہیں اور وہاں پر بتیاں جلاتی ہیں یا بتیوں کے لئے پیسے دیتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے، عورتوں کا مزارات پر جانا خود بے پردگی ہے پھر صاحب مزار سے کچھ مانگنا یہ شرک اور گناہ ہے اور وہاں پر بتیاں جلانا یا اس کے لئے پیسے خرچ کرنا فضول خرچی ہے، یہ سب گناہ کی باتیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے مخالف اعمال ہیں۔

عورتوں کے لئے مناسب یہ ہے کہ کسی عزیز اور رشتہ دار یا بزرگ کی قبر کی اگر زیارت کرنی ہو، ان کو ثواب پہنچانا ہو تو گھر پر بیٹھے بیٹھے قرآن کریم کی سورتیں، یا لا الہ الا اللہ یا استغفار ایک ایک تسبیح یا اس سے زیادہ جتنا چاہیں پڑھ پڑھ کر ایصال ثواب کریں، اگر صاحب حیثیت ہیں تو کچھ صدقہ و خیرات فقیر ومسکین کو دے کر ایصال ثواب کریں، صاحب قبر کو ثواب بھی ملے گا اور عورت گناہوں سے بھی بچ جائے گی۔

''حضرت عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس پر لعنت ہے جو غیر اللہ کے نام پر ذبح کرے۔'' (مسند احمد، نسائی)

تشریح: بعض عورتیں مزارات کے نام پر یا صاحب مزار کے نام پر بکرے، مرغیاں یا دوسرے جانور کی نذر مانتی ہیں کہ اگر فلاں کام ہو گیا، فلاں مقصد پورا ہوا تو فلاں مزار کے نام ایک جانور صدقہ کرے گی، پھر وہ کام ہو جانے پر مزار پر جا کر جانور ذبح کیا جاتا ہے، یہ ناجائز ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح غیر اللہ کے نام پر نذر ماننے والے مرد اور عورت اور جانور کو غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنے والے مرد اور عورت پر لعنت کی ہے کہ اللہ کے نام چھوڑ کر کسی مزار یا صاحب مزار کے نام جانور ذبح کیا جائے۔ اس لئے اس سے بچنا بہت ضروری ہے ورنہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے مطابق عورت لعنت کی مستحق ہوگی، اگر مرد ایسا کرے گا تو وہ لعنت کا مستحق ہوگا۔

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شوہر کے حقوق دریافت کئے تو آپ نے فرمایا کہ شوہر کے حقوق یہ ہیں کہ جب شوہر اسے بلائے خواہ وہ کتنی ہی مشغول ہو اس کی حاجت اور ضرورت کو پوری کرے اور شوہر کی نافرمانی نہ کرے اور بدون اس کی اجازت کے نفلی روزہ نہ رکھے، اس کی بلا اجازت گھر سے باہر نہ جائے اگر شوہر کی نافرمانی کرے گی تو آسمان کے سارے فرشتے اور اللہ تعالیٰ کے عذاب اور رحمت والے سب فرشتے اس پر لعنت کریں گے۔'' (طبرانی)

تشریح: حدیث مذکور کے اندر بڑی عبرت اور نصیحت کی باتیں ہیں۔ آج کل عورتیں شوہر کے حقوق سے اتنی ناآشنا ہیں جس کی کوئی نظیر نہیں ہے، بعض عورت تو جلدی جواب بھی نہیں دیتی اور بعض عورتیں جواب دے کر خاموش ہو جاتی ہیں اور اپنے کام میں لگی رہتی ہیں شوہر اس کی آمد کے انتظار میں ہوتا ہے، عورت لاپروائی میں وقت نکال دیتی ہے ایسی عورتیں قابل لعنت ہیں، اس وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خواہ کتنا ہی بڑا کام ہو شوہر نے بلایا فوراً حاضر ہونا ضروری ہے۔ یہ بیوی پر شوہر کا حق ہے، پھر اس کی ضرورت اور حاجت کو پورا کرنا یہ بھی ضروری ہے مگر یہ کہ اگر شرعی یا طبعی عذر ہو تو دوسری بات ہے۔

آج کل عورتیں بازاروں میں عزیز اور رشتہ داروں میں، میکے میں زیادہ وقت ضائع کرنے کی عادی ہوگئی ہیں یہ بہت بُری بات ہے جبکہ شوہر اس پر ناراض ہوتا ہے، اس کا حق ضائع ہوتا ہے، پہلی بات تو یہ ہے کہ شوہر کی اجازت کے بغیر، میکے میں رشتہ داروں سے ملنے کے لئے یا بازاروں میں جائے ہی نہیں اور اگر شوہر کی اجازت سے ضرورت کے تحت میکے گئی تو اس کے حکم کے مطابق بلا تاخیر واپس گھر آجانا چاہئے۔ شوہر کے بغیر باہر وقت گزار کر شوہر کو پریشان کرنا، اس کو ناراض کرنا موجب لعنت ہے، آج کل ہماری بہنیں اور بیٹیاں اس میں بڑی بے احتیاطی کرتی ہیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو بار بار پڑھنا چاہئے، دیکھئے نفل نماز، نفل روزہ کتنے ثواب کی چیز ہوتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شوہر کی رضامندی کے بغیر ان عبادتوں سے منع فرمایا جبکہ بازار جانا، سہیلیوں سے ملنا، یا بغیر اہم ضرورت کے تحت رشتہ دار سے ملنا کوئی اتنا بڑا اہم کام اور ثواب کی چیز نہیں ہے بلکہ بعض دفعہ عزیزوں سے ملنا ملانا، باعث گناہ باعث غیبت اور سبب فتنہ بن جاتا ہے، لیکن پھر بھی ہماری عورتیں، بہنیں بلا اجازت شوہر کے نکلنے پر اصرار کرتی ہیں اور گناہ کماتی ہیں، لہٰذا بڑی احتیاط کی ضرورت ہے بات بہت ہی معمولی معلوم ہوتی ہے لیکن کتنے گناہوں کا سبب بن جاتی ہے۔

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسی مرد نے اپنی عورت کو بلایا اور عورت نے شوہر کا کہنا نہ مانا اور اسی غصہ اور ناراضی میں شوہر سو رہا ہے تو فجر ہونے تک فرشتے اس عورت پر لعنت کرتے ہیں، دوسری روایت میں ہے کہ شوہر کو راضی کرنے تک فرشتے اس عورت پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔''

تشریح: حدیث مذکور سے معلوم ہوا کہ شوہر کی ناراضگی اللہ اور اس کے فرشتے کی ناراضگی ہے تو اگر کسی خاص وقت ناراض کرنے کی اگر یہ وعید ہے کہ راضی کرنے تک فرشتے عورتوں پر لعنت کرتے رہتے ہیں تو جو عورتیں مسلسل شوہروں کو ایذائیں دیتی ہیں، زبان سے، چال چلن سے، اپنی حرکتوں سے اور بعض دفعہ مسلسل ان کو ناراض کر کے شوہر کو تنگ کرنے کے ارادہ سے میکے بیٹھ جاتی ہیں یا بازاروں میں عزیزوں سے ملنے ملانے میں وقت ضائع کرتی رہتی اور شوہر کے دل کو دکھاتی ہیں ان عورتوں کا کیا حال ہوگا؟ کیا ان پر اللہ اور اس کے رسول اور فرشتوں کی مسلسل لعنتیں نہ ہوں گی تو کیا مسلسل لعنت میں اگر زندگی گزر گئی خدانخواستہ اسی حالت میں موت آگئی تو کیا ایسی عورتیں جہنم کی مستحق نہیں ہوں گی اور کیا ایسی عورتوں پر آخرت میں اللہ تعالیٰ کا عذاب نہ ہوگا یقیناً ایسی عورتیں جہنم کے مستحق ہیں اور عذاب کی اہل ہیں۔

اس لئے ہماری ماں، بہنیں، بیٹیوں کو غور کرنا چاہئے بات بات پر شوہر سے بحث کر کے اس کے دل کو خراب نہیں کرنا چاہئے، اگر کوئی بات خلاف طبیعت ہوگئی تو خاموشی سے صبر کرنا چاہئے اور اگر شوہر نے کوئی زیادتی کی ہے تو غصہ دور ہو جانے کے بعد جب شوہر صحیح موڈ میں ہو تو حکمت سے اس کے ظلم اور زیادتی کو اس کے سامنے بیان کر سکتی ہے بلکہ ساتھ ساتھ یہ بھی کہے کہ آپ میرے سرپرست ہیں، مربی ہیں، میں آپ کی ماتحت اور زیر نگرانی ہوں، آپ نے مجھ پر فلاں زیادتی کی ہے۔ ☆☆

مغربی دنیا کو شکایت

مغربی دنیا کو ہم سے یہ بھی شکایت ہے کہ مسلمان اپنے معاملات میں خدا، رسول اور قرآن کریم کی کوئی بات درمیان میں لے آئیں گے، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بات کا حوالہ دے دیں گے، یہ بات بھی غلط اور خلاف واقعہ نہیں ہے اور میں عرض کیا کرتا ہوں کہ بحمد اللہ! قرآن کریم اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حوالہ نہ صرف ہمارے ہاں موجود ہے بلکہ اس قدر مستحکم اور مضبوط ہے کہ بش، اوباما اور ٹونی بلیئر کو بھی کسی مسلمان سے بات کرنا پڑتی ہے تو قرآن کریم کی کوئی نہ کوئی آیت یاد کرنا پڑتی ہے اور جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی نہ کوئی ارشاد تلاش کرنا پڑتا ہے۔

بحمد اللہ! قرآن کریم اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کے ساتھ ہمارا نہ صرف تعلق اور ایمان قائم ہے بلکہ ہمارا آج کا سب سے بڑا حوالہ بھی قرآن کریم اور سنت نبوی ہے، اس تعلق و ایمان و کمٹمنٹ سے آج مغربی دنیا پریشان ہے اور صدیوں سے اسے توڑنے اور کمزور کرنے کی کوشش ہو رہی ہے، مغرب اس بات پر ادھار کھائے بیٹھا ہے کہ کم و بیش دو صدیوں سے اس کے لئے سوچ بچار کر رہا ہے کہ مسلمان کو اس کے ایمان و عقیدے سے اور قرآن کریم اور جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس کی محبت و عقیدت کے وصف سے محروم کر دیا جائے لیکن اسے کامیابی نہیں ہو رہی اور نہ ہی ان شاء اللہ آئندہ کبھی ہوگی۔

مغربی دنیا وقفے وقفے سے اس قسم کی حرکات کر کے مسلمانوں کے جذبات کو آزماتی رہتی ہے، کبھی قرآن کریم کے عنوان سے اور کبھی جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کے حوالے سے کوئی نہ کوئی ڈرامہ کھڑا کیا جاتا ہے، جس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے جذبات، عقیدت و محبت کا لیول چیک کیا جائے اور نیم پیچ دیکھا جائے کہ اس میں کوئی کمی آئی ہے یا نہیں مگر یہ قرآن کریم کا اعجاز ہے اور جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور عقیدت کا کرشمہ ہے کہ مسلم امہ نے اس چیلنج کا جواب ہمیشہ متحد ہو کر دیا ہے اور آج بھی امت مسلمہ اس مسئلے پر پوری طرح متحد و متفق ہے جو اسلام کے زندہ مذہب، قرآن کریم کے زندہ کتاب اور جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زندہ نبی ہونے کا ثبوت ہے۔ (حضرت مولانا زاہد الراشدی)

رحیم یار خان کے

قاضیٔ شہر کا وصال

مولانا اللہ وسایا مدظلہ

حضرت مولانا قاضی عزیز الرحمن صاحب مہتمم جامعہ قادریہ وامیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت رحیم یار خان ۱۲/اکتوبر ۲۰۱۲ء بعد از مغرب انتقال فرماگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

وادی سون سکیسر ضلع خوشاب میں ایک قدیمی معروف قصبہ ہے جسے انگہ کہا جاتا ہے۔ اس انگہ کا قاضی خاندان کئی صدیوں سے علمی خاندان کی حیثیت سے شہرہ رکھتا ہے۔ یہاں کے ایک بزرگ عالم دین حضرت مولانا قاضی عبدالجلیلؒ تھے۔ جو خانقاہ موسیٰ زئی شریف کے متوسلین میں سے تھے۔

مولانا قاضی عبدالجلیلؒ انگہ سے رحیم یار خان تشریف لائے۔ اپریل ۱۹۴۸ء میں آپ نے شہر کے وسط اور کمرشل ایریا میں جامعہ قادریہ اور جامع مسجد کی بنیاد رکھی۔ اس زمانہ میں قاضی عبدالجلیلؒ کے ساتھ آپ کے ایک ہونہار نوعمر صاحبزادے تھے جن کا نام قاضی عزیز الرحمنؒ تھا۔ ان کی پیدائش آبائی قصبہ انگہ میں ۱۹۳۶ء میں ہوئی۔ جب آپ کے والد رحیم یار خان تشریف لائے تو آپ کی عمر بارہ سال کے لگ بھگ تھی۔

اپنے والد گرامی کی خدمت میں رہ کر مولانا قاضی عزیز الرحمنؒ نے ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ فیروزپور انڈیا میں بھی آپ پڑھتے رہے۔ بالآخر آپ کا مادر علمی جامعہ خیرالمدارس ملتان قرار پایا۔ یہاں آپ نے شیخین کریمین حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ اور مولانا محمد شریف کشمیریؒ سے کسب علم کیا۔ مولانا قاضی عزیز الرحمنؒ کا بیعت کا تعلق موسیٰ زئی ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کے حضرت خواجہ محمد ابراہیمؒ سے تھا۔ ان کے وصال کے بعد بیعت ثانی حضرت خواجہ محمد اسماعیلؒ سے کی اور پھر بیعت ثالث خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ سے کی۔

مولانا قاضی عزیز الرحمنؒ کے والد گرامی حضرت مولانا قاضی عبدالجلیلؒ کے دور میں جامعہ قادریہ میں دورہ حدیث تک تعلیم ہوتی تھی۔ جامعہ قادریہ ختم نبوت کا میزبان ادارہ شمار ہوتا تھا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بانی رہنما اور امیر اول حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ سے لے کر خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ تک تمام سربراہان مجلس و رہنمایان یہاں تشریف لاتے رہے۔ اکثر و بیشتر ختم نبوت کی کانفرنسیں جامعہ قادریہ میں ہوتی تھیں۔

مولانا قاضی عزیز الرحمنؒ کو والد گرامی قاضی عبدالجلیلؒ نے ۱۹۶۰ء میں جامعہ قادریہ کے تمام نظم ونسق کا ذمہ دار بنایا اور جامعہ کی چابیاں آپ کے سپرد کیں۔ جامعہ قادریہ میں کبھی درس نظامی کی تعلیم کا تعطل نہیں ہوا۔ البتہ کچھ عرصہ دورہ حدیث شریف موقوف رہا۔ اب قاضی عزیز الرحمنؒ نے اپنی زندگی کے آخری حصہ میں پھر دورہ حدیث شریف کا آغاز کیا جو اب تک جاری ہے۔

مولانا قاضی عزیز الرحمنؒ کا تعارف وجان پہچان شہر رحیم یار خان میں ''قاضی شہر'' کی تھی۔ کسی زمانہ میں قاضی شہر کو عدالت کے جج کے اختیارات حاصل ہوتے تھے۔ قاضی عزیز الرحمنؒ اس حیثیت میں تو قاضی شہر نہ تھے۔ البتہ اپنی نیکی وپارسائی، دیانت وتقویٰ، عدل وانصاف پسند طبیعت کے باعث شہر بھر کے فیصلے آپ کے ہاں پنچائتی طور پر لائے جاتے۔ آپ جو فرمادیتے فریقین اسے سرآنکھوں پر حکم کے درجہ میں رکھتے۔

مولانا قاضی عزیز الرحمنؒ دراز قد، سر پر طرہ دار پگڑی، شملہ پشت کی جانب، رنگ سرخ، ناک ستواں، ہونٹ باریک، آنکھیں موٹی موٹی دیدہ زیب، کالا چشمہ لگاتے، جوانی کے زمانہ میں جدھر سے گزر جاتے لوگ آپ کے حسن وجمال کی داد دیئے بغیر نہ رہ سکتے۔ عمر بھر اجلا لباس زیب تن کیا۔ قرآن مجید کی خدمت آپ کی زندگی کا حاصل قرار دیا جاسکتا ہے۔ شہر اور ضلع بھر میں آپ کے شاگردوں، جامعہ قادریہ کے فیض یافتگان کی بڑی تعداد ہے۔ شاید کوئی مدرسہ ان سے خالی نہ ہو۔ رحیم یار خان میں جامعہ قادریہ کی تین شاخیں ہیں۔ اسی طرح قاضی عزیز الرحمن نے انگہ میں اپنے آبائی مدرسہ عثمانیہ تعلیم القرآن کو خوب ترقی دی۔ مدرسہ عثمانیہ کا نام خانقاہ موسیٰ زئی شریف کے حضرت خواجہ محمد عثمان دامانیؒ کی نسبت سے رکھا۔ اسی طرح جامعہ امہات المؤمنین للبنات انگہ میں قائم کیا۔ غرض بنین وبنات کے لئے قرآن مجید کی تعلیم کے دروازے کھول دیئے۔

مولانا قاضی عزیز الرحمنؒ کے تعویذات کا بڑا حلقہ تھا۔ تمام شہر کے ضرورت مند آتے اور آپ ان

کی خدمت کرتے۔

قاضی صاحبؒ نے آغاز جوانی سے اپنے گھر ومدرسہ کو ختم نبوت کے رہنماؤں کا میزبان پایا تھا۔ پوری زندگی آپ کی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے وابستہ رہی۔ ۱۹۷۶ء سے وفات تک عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت رحیم یارخان کے امیر چلے آرہے تھے۔

آپ کے عہد امارت میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سرکلرروڈ رحیم یارخان کا ملکیتی دفتر تعمیر ہوا جو آپ کے لئے صدقہ جاریہ ہے۔ قاری محمد اکملؒ، قاری حماداللہ شفیق، مولانا حافظ احمد بخشؒ، مولانا قاضی عزیزالرحمن رہنمایان اربعہ کی شبانہ روز توجہات سے یہ دفتر تعمیر ہوا۔ دفتر کی تعمیر میں کوئی رکاوٹ ہوتی۔ حافظ احمد بخشؒ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت رحیم یارخان کے مبلغ کو قاضی صاحب مرحوم ''درویش ختم نبوت'' فرمایا کرتے تھے۔ وہ فون کرتے۔ قاضی صاحب رکشہ پر بیٹھتے۔ وہاں سائٹ پر تشریف فرما ہوتے۔ دفتر کی شب وروز چھوٹی بڑی ایک ایک ضرورت کا آپ نے خیال رکھا۔ واقعہ میں آپ کے قلب وجگر میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی محبت آبائی ورثہ کے طور پر منتقل ہوئی تھی۔ جو برابر پروان چڑھتی رہی۔ حضرت خواجہ خواجگان مولانا خواجہ خان محمدؒ نے گزشتہ دودہائیوں سے آپ کو مرکزی مجلس شوریٰ کا رکن نامزد فرمایا تھا۔ آپ نے اس کام کو امانت سمجھ کر ایک اجلاس سے ناغہ نہیں کیا۔ پھر اطاعت شیخ کا یہ عالم تھا کہ پورے اجلاس میں بہت ہی احترام ووقار سے حضرت قبلہؒ کے سامنے دوزانو بیٹھتے تھے۔ قاضی صاحب خوبیوں کا مجموعہ تھے۔

گزشتہ کچھ عرصہ سے طبیعت علیل تھی۔ علاج بھی جاری رہا۔ آخر وقت تک کسی کے محتاج نہ ہوئے۔ ۱۲؍اکتوبر جمعہ کو صبح دس بجے غسل کیا۔ کپڑے بدلے۔ خوشبو لگائی۔ سر پر طرہ دار پگڑی باندھی۔ کالا چشمہ لگایا۔ رنگت سرخ تھی۔ داڑھی پر حنا کا استعمال کرتے تھے۔ غرض چمکتے دمکتے موتی کی طرح تیار ہوئے۔ یہ بھی شاید فرمایا کہ آج طبیعت ٹھیک ہے۔ خود بیان کروں گا۔ مسجد میں پہنچے تو پوتے سامنے آگئے۔ فرمایا چلو جوان تم بیان کرو۔ میں تمہارا بیان سنتا ہوں۔ بیان سے آخری نوافل کے سلام تک پورے اطمینان سے جمعہ کے معمولات پورے کئے۔ دوستوں نے خوب جی بھر کر زیارت اور مصافحے کئے۔ عصر، مغرب اپنے کمرہ میں ادا کی۔ مغرب کے بعد چارپائی پر تشریف فرما تھے۔ خدام دبانے لگے۔ ذکر کرتے کرتے بڑے زور سے اللہ اکبر فرمایا اور سر سجدے میں رکھ دیا۔ خادم کو تعجب ہوا۔ اٹھایا تو آپ نے پھر دوبارہ بلند آواز سے اللہ اکبر فرمایا اور دوبارہ سر سجدہ میں رکھ دیا۔ اتنے میں مولانا قاضی شفیق الرحمن آپ کے بیٹے آئے۔ دیکھا تو آخرت کو سدھار چکے تھے۔ واقعی اللہ ہی بہت بڑا ہے۔ تجہیز وتکفین کے بعد جس نے آپ کے چہرے کو دیکھا۔ چمکتے سونے کی سی رنگت اتنی دلاویز لگتی تھی کہ موت کے واقع ہونے کا خیال ہی نہ پھٹکنے پاتا تھا۔ غالباً ''آب حیات'' کی اصطلاح میں انقطاع دم کی بجائے حبس دم کی کیفیت کا شائبہ گزرتا تھا۔

مورخہ ۱۳؍اکتوبر کو تین بجے عیدگاہ میں جنازہ ہوا۔ جو آپ کے بیٹے قاضی شفیق الرحمن صاحب نے پڑھایا۔ بھرپور علماء، طلباء، خطباء، ائمہ اور اسلامیان شہر نے شرکت کی۔ رہے نام اللہ کا! اس لئے وہ ''اللہ اکبر'' ہی ہے۔ قاضی صاحب نے زندگی اصلاح معاشرہ میں کھپادی۔ وحدت امت کے قائل تھے۔ فرقہ واریت کی لعنت سے کوسوں دور تھے۔ وہ کیا گئے رونق شہر گئی۔ اس لئے تو کہا گیا کہ ان کی وفات قاضی شہر کی وفات ہے۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ آمین!

☆☆..................☆☆

ڈنمارک میں نومسلموں کی تعداد میں اضافہ

۱۱؍ستمبر ۲۰۰۱ء کے حادثہ کے بعد ڈنمارک کے متعدد باشندے اسلام میں داخل ہو چکے ہیں اور مختلف چیزوں اور پہلوؤں سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہاں بھی اسلام میں داخل ہونے والوں کی تعداد میں برابر اضافہ ہو رہا ہے، اس کی سب سے بڑی علامت یہ ہے کہ قرآن کریم کے نسخے بڑے پیمانے پر لوگ خرید رہے ہیں اور اس کا مطالعہ کر رہے ہیں، جہاں تقریباً ۳۵۰۰ نسخے فروخت ہوئے ہیں، اس طرح وہاں کی یونیورسٹی میں عربی زبان وادب کے ورکشاپ اور سیمینار میں شریک ہونے والوں کی تعداد میں خاصہ اضافہ نوٹ کیا گیا ہے، ڈنمارک کی ایک یونیورسٹی میں زیر تعلیم ایک طالب علم نے کہا کہ نومسلموں کی تعداد ۳۰۰۰ سے ۳۵۰۰ پہنچ چکی ہے اور اس کا امکان ہے کہ اس تعداد میں برابر اضافہ ہی ہو جیسا کہ اس طالب نے یہ بھی وضاحت کی کہ ڈنمارک کی خواتین اسلام کا بہت قریب سے مطالعہ کرنے کے بعد اس میں داخل ہو رہی ہیں، ان عورتوں نے دین کو فطری مذہب تسلیم کیا اور اسلامی تعلیمات کو فطرت انسانی کے عین مطابق بتایا۔ (پندرہ روزہ تعمیر حیات لکھنؤ)

مرزا قادیانی کے

جھوٹا ہونے کے چودہ دلائل

مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

قادیانیوں سے گفتگو کرنے کا سب سے سہل طریقہ یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی ذات، کردارو کریکٹر کو بحث کے لئے منتخب کیا جائے تو قادیانی مناظرہ سے فرار اختیار کرلے گا، لیکن مرزا قادیانی کے کذب وصدق پر بحث نہیں کرے گا، بامر مجبوری قادیانی اس موضوع پر گفتگو کے لئے تیار بھی ہوجائے تو اس کی کوشش ہوگی کہ وہ مدعی ہو، حالانکہ اس موضوع میں مدعی ہم ہوں گے اور وہ مدعا علیہ، جب کہ وفات مسیح اور اجرائے نبوت میں وہ مدعی ہوں گے اور ہم مدعا علیہ اور گفتگو کرنے سے پہلے بار بار یہ آیات پڑھی جائیں:

"ومن اظلم ممن افتری علی اللّٰہ کذباً او قال اوحی الی ولم یوح الیہ شیء لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین۔"

یاد رہے کہ نبوت اور جھوٹ جمع نہیں ہوسکتے، کیونکہ جھوٹوں پر خدا کی لعنت ہوتی ہے اور نبوت اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے سب سے بڑی نعمت ہے، اس لئے اگر کسی شخص کی گفتگو میں سے ایک فیصد جھوٹ نکل آیا تو وہ کبھی نبی نہیں ہوسکتا۔

چنانچہ مرزا قادیانی لکھتا ہے:

"نبی کے کلام میں جھوٹ جائز نہیں۔"

(مسیح ہندوستان میں ص:۲۱، خزائن نمبر۱۵ ص:۲۱)

"جھوٹ بولنے سے بدتر دنیا میں کوئی اور کام نہیں۔"

(تتمہ حقیقۃ الوحی ص:۲۶، خزائن ج۲۲ ص:۴۵۹)

"جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہوجائے تو دوسری باتوں میں اس پر اعتبار نہیں رہتا۔" (چشمہ معرفت ص:۲۲۲، خزائن نمبر۲۳ ص:۲۳۱)

"تکلف سے جھوٹ بولنا گوہ کھانا ہے۔"

(ضمیمہ انجام آتھم ص:۵۸، خزائن نمبر۱۱ ص:۳۴۳)

"وہ کنجر جو ولد الزنا کہلاتے ہیں، جھوٹ بولتے ہوئے شرماتے ہیں۔"

(روحانی خزائن نمبر۲ ص:۳۸۶)

جھوٹ بولنا: مرزا قادیانی کے جھوٹے ہونے کی پہلی دلیل:

اب ہم مرزا قادیانی کے جھوٹوں سے مشت نمونہ از خروارے چند جھوٹ پیش کرتے ہیں:

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا قیامت کب آئے گی تو آپ نے فرمایا کہ آج کی تاریخ سے سو برس تک تمام بنی آدم پر قیامت آجائے گی۔"

(ازالہ اوہام ص:۲۵۲، خزائن نمبر۳ ص:۲۲۷)

مرزا قادیانی نے رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولا ہے، دنیا کی کسی حدیث کتاب میں سو سال تک قیامت کے آجانے کا کوئی ذکر نہیں۔ لہٰذا مرزا قادیانی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولا اور جھوٹا آدمی اللہ کا نبی نہیں ہوسکتا۔

حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں:

"عن جابر قال سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قبل ان یموت بشہر تسالونی عن الساعۃ وانما علمہا عند اللّٰہ واقسم باللّٰہ ما علی الارض من نفس منفوسۃ یاتی علیہا مائۃ سنۃ وہی حیۃ یومئذ۔" (رواہ مشکوٰۃ ص:۴۸۰، ۴۹۱)

اس حدیث میں قیامت کا لفظ اگر قادیانی دکھلادیں تو انہیں منہ مانگا انعام دیا جائے گا۔

جھوٹ نمبر۲: وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری شریف میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس کے لئے آواز آئے گی: "ہذا خلیفۃ اللّٰہ المہدی" اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہے، جو ایسی کتاب میں درج ہے جو "اصح الکتب بعد کتاب اللّٰہ" ہے۔ (شہادۃ القرآن ص:۴۱، خزائن نمبر۶ ص:۳۳۷)

جھوٹ نمبر۳: ہاں میں وہ نبی ہوں جس کا سارے نبیوں کی زبان پر وعدہ ہوا۔

(فتاویٰ احمدیہ ج:۱ ص:۵۱)

اور اربعین میں لکھا: "اے عزیزو! تم نے وہ وقت پالیا جس کی بشارت تمام نبیوں نے دی ہے اور اس شخص یعنی مسیح موعود کو تم نے دیکھ لیا، جس کے دیکھنے کے لئے بہت سے پیغمبروں نے خواہش کی تھی۔"

(اربعین ج:۴ ص:۱۳، خزائن نمبر۱۷ ص:۴۴۲)

مرزا قادیانی کے تمام دعوے کذب صریح اور دروغ محض ہیں، اگر قادیانیوں میں ہمت ہے تو کسی ایک نبی کا ارشاد گرامی یہ دکھلائیں جس نے مرزا قادیانی کے متعلق بشارت دی ہو، لیکن قیامت تک نہیں دکھلا سکتے۔ ہاتو برہانکم ان کنتم صادقین۔

جھوٹ نمبر۴: یاد رہے کہ قرآن شریف میں بلکہ توریت کے بعض صحیفوں میں یہ خبر موجود ہے کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑے گی۔

(کشتی نوح ص:۵، خزائن نمبر۱۹ ص:۵)

یہ بھی مرزا قادیانی کا قرآن شریف اور تورات پر کذب وافترا ہے۔ قرآن اور تورات میں کہیں نہیں

لکھا کہ مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے وقت طاعون پڑے گی۔

جھوٹ نمبر۵: اور میں نے کہا کہ تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف میں درج کیا گیا ہے۔ مکہ، مدینہ اور قادیان۔ (ازالہ ص:۷۷، ۷۶، خزائن ج:۳ ص:۱۴۰، البشریٰ ج:۱ ص:۱۹، حصہ دوم)

پوری قادیانی ذریت بمع اپنے خلیفہ کے قرآن شریف میں قادیان کا لفظ دکھلا کر مرزا قادیانی کے چہرہ سے جھوٹ کا بدنما داغ صاف کریں اور منہ مانگا انعام حاصل کریں۔

جس نام نہاد نبی کا کشف جھوٹا ہو وہ کس طرح سچا ہوسکتا ہے۔

جھوٹ نمبر۶: ہمارا حج اس وقت ہوگا جب دجال بھی دجل سے باز آکر طواف بیت اللہ کرے گا، کیونکہ بموجب حدیث صحیح کے وہی وقت مسیح موعود کے حج کا ہوگا۔ (ایام الصلح ص:۱۶۸، ۱۶۹، خزائن ج:۱۴ ص:۴۱۶، ۴۱۷)

دجال کا دجل سے باز آکر حج بیت اللہ کرنا مرزائی کسی صحیح حدیث سے ثابت کریں اور اپنے جھوٹے نبی کو "من کذب علی متعمداً" کے ماتحت جہنم میں جانے سے بچالیں۔

جھوٹ نمبر۷: اولیاء گزشتہ کے کشوف نے اس بات پر قطعی مہر لگادی ہے کہ وہ چودھویں صدی کے سر پر پیدا ہوگا، نیز یہ کہ پنجاب میں ہوگا۔ (اربعین نمبر۲ ص:۲۹، خزائن ص:۳۷۱، ج:۱۷)

مرزا قادیانی کا یہ صریح جھوٹ ہے کیونکہ کسی مسلمہ بین الفریقین ولی نے ایسا کوئی کشف بیان نہیں کیا، جس میں یہ کہا ہو کہ امام مہدی چودھویں صدی میں ہوگا اور پنجاب میں ہوگا۔

اولیاء جمع کثرت ہے جو کم از کم دس پر اطلاق کی جاتی ہے، لہٰذا قادیانیوں کو چاہئے کہ دس اولیاء کرام کے نام بتلائیں جنہوں نے کشف کے ذریعہ مہر لگائی ہو کہ امام مہدی چودھویں صدی میں اور پنجاب میں آئے گا۔ لعنت اللّٰہ علی الکاذبین۔

جھوٹ نمبر۸: احادیث صحیحہ میں آیا تھا کہ مسیح موعود صدی کے سر پر آئے گا اور چودھویں صدی کا مجدد ہوگا۔ (براہین حصہ پنجم ص:۱۸۸، خزائن نمبر۲۱ ص:۳۵۹)

احادیث جمع کثرت ہے جو کم از کم دس پر اطلاق ہوتی ہے، لہٰذا قادیانی ذریت کو چاہئے کہ دس احادیث صحیح پیش کریں اور اگر پیش نہ کرسکیں اور ہرگز پیش نہیں کرسکتے تو لعنت اللہ علیہ پڑھ کر مرزا قادیانی کو ایصال کریں۔

جھوٹ نمبر۹: ہمارا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اور نبیوں کی طرح ظاہری علم کسی استاذ سے نہیں پڑھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی مکتبوں (مدرسوں) سے پڑھا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایک یہودی عالم سے تورات پڑھی۔ سو آنے والے کا نام جو مہدی رکھا گیا، سو اس میں یہ اشارہ ہے کہ آنے والا علم دین خدا سے حاصل کرے گا، اور قرآن و حدیث میں کسی استاذ کا شاگرد نہیں ہوگا، سو میں یہ حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میں نے کسی انسان سے قرآن و حدیث یا تفسیر کا ایک سبق بھی پڑھا ہو یا کسی مفسر یا محدث کی شاگردی اختیار کی ہو۔ (ایام الصلح ص:۱۴۷، خزائن ص:۳۹۴، ج:۱۴)

مرزا قادیانی کا حضرت موسیٰ اور عیسیٰ علیہ السلام پر صریح کذب و افتراء ہے۔ مذکورہ بالا دونوں انبیاء کرام سمیت کوئی نبی کسی انسان کا شاگرد نہیں رہا۔

مرزا قادیانی کا اپنے متعلق یہ کہنا کہ میرا حال یہی حال ہے کہ میں نے قرآن و حدیث تفسیر کسی انسان سے نہیں پڑھی، صریح جھوٹ ہے۔ کیونکہ مرزا کی اپنی لکھی ہوئی کتاب "کتاب البریہ" ص:۱۶۱ تا ۱۶۳، خزائن جلد نمبر۱۳ ص:۱۸۰، ص:۱۸۱ پر اپنی تعلیم کا ذکر کیا ہے۔

جھوٹ نمبر۱۰: "وقد سبونی بکل سب فما رددت علیھم جوابھم" مجھ کو گالی دی گئی میں نے جواب نہیں دیا۔ (مواہب الرحمٰن ص:۱۸، خزائن ص:۲۳۶، جلد نمبر۱۹)

یہ بھی مرزا قادیانی کا صریح جھوٹ ہے کہ میں نے کسی کو گالی کا جواب گالی سے نہیں دیا، ہم مرزا قادیانی کی گالیوں میں صرف دو حوالہ جات پیش کرتے ہیں تاکہ جھوٹ مبرہن ہوجائے، مرزا قادیانی نے آئینہ کمالات کے ص:۵۴۷، ص:۵۴۸، خزائن نمبر۵، ایضاً پر اپنے نہ ماننے والوں کو ذریۃ البغایا کنجریوں کی اولاد قرار دیا ہے:

"مولانا سعد اللہ لدھیانوی کو شیطان، ملعون، سفیہوں کا نطفہ قرار دیا ہے۔" (تتمہ حقیقۃ الوحی ص:۱۴/۱۵، خزائن نمبر۲۲ ص:۴۴۵/۴۴۶)

مختلف زبانوں میں وحی: مرزا قادیانی کے جھوٹے ہونے کی دوسری دلیل:

ہر نبی پر وحی اس کی قومی زبان میں آتی رہی ہے، جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

"وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومه" (سورہ ابراہیم:۴)

ترجمہ: "ہم نے ہر نبی کو وحی اس کی قومی زبان میں بھیجی۔"

اس اصول کو سامنے رکھتے ہوئے مرزا قادیانی کو وحی پنجابی یا اردو زبان میں آنی چاہئے تھی، جب کہ ہم دیکھتے ہیں کہ مرزا قادیانی کو دس مختلف زبانوں میں وحی آتی رہی اور بعض ایسی زبانوں میں بھی وحی آئی جو مرزا قادیانی اور اس کے ماننے والوں کو بھی سمجھ نہ سکیں۔

یہ مرزا قادیانی کے جھوٹے ہونے کی مستقل دلیل ہے۔ مرزا قادیانی بھی اس اصول کو تسلیم کرتا

ہے، کیونکہ نازل شدہ وحی کا سمجھنا رسول کے لئے لازمی ہے تا کہ وہ دوسروں کو اس کی حقیقت سے آگاہ کر سکے۔ خواہ وہ امت کو اس سے مطلع کرے یا نہ کرے، مگر اس کا واقف اور باخبر ہونا ضروری ہے۔

چنانچہ مرزا قادیانی لکھتا ہے:

(۱) ''یہ بالکل غیر معقول اور بے ہودہ امر ہے کہ انسان کی اصلی زبان تو کوئی اور ہو اور الہام اس کو کسی اور زبان میں ہو، جس کو وہ سمجھ بھی نہیں سکتا، کیونکہ اس میں ''تکلیف مالایطاق'' ہے اور ایسے الہام سے کیا فائدہ ہوا، جو سمجھ سے بالاتر ہے۔'' (چشمہ معرفت، حصہ دوم، ص:۲۰۹، خزائن جلد۲۳، ص:۲۱۸)

(۲) نیز مرزا قادیانی لکھتا ہے: ''زیادہ تر تعجب کی یہ بات ہے کہ بعض الہامات مجھے ان زبانوں میں بھی ہوتے ہیں، جن سے مجھے کچھ بھی واقفیت نہیں، جیسے انگریزی، عبرانی، سنسکرت وغیرہ۔''

(نزول المسیح ص:۵۷، خزائن، ج:۱۸، ص:۴۳۵)

''مشتے نمونہ از خروارے'' چند الہامات پیش خدمت ہیں:

۱:... ''ھوشعنا نعسایہ'' دونوں فقرات شاید عبرانی ہیں اور ان کے معنی ابھی تک اس عاجز پر نہیں کھلے۔ (براہین، ص:۵۵۶، خزائن نمبر۱، ص:۶۶۳)

۲:... ''انگلش آئی لو یو، آئی شیل گو یو، لارج پارٹی آف اسلام، چونکہ اس وقت آج کے دن یہاں کوئی انگریزی خواں نہیں اور نہ اس کے پورے پورے معنی کھلے ہیں۔''

(حاشیہ براہین احمدیہ، ص:۵۵۶، خزائن نمبر۱، ص:۶۶۴)

۳:... ''پریشن عمر براطوس یا پلاطوس'' نوٹ آخری لفظ پراطوس ہے، بباعث سرعت الہام دریافت نہیں ہوا اور نمبر۲ میں لفظ عمر عربی ہے، اس جگہ براطوس اور پریشن کے معنی دریافت کرنے ہیں کہ کیا ہیں اور کس زبان کے لفظ ہیں۔''

(مکتوب احمدیہ حصہ اول ص:۶۸، البشریٰ ص:۵۱)

۴:... ''ختم، ختم، ختم۔''

(البشریٰ حصہ دوم ص:۵۰، تذکرہ ص:۳۲۱)

۵:... ''ربنا عاج'' ہمارا رب عاجی ہے، عاجی کے معنی ابھی تک معلوم نہیں ہوئے۔''

(البشریٰ جلد نمبر۱ ص:۴۳، براہین، ص:۵۵۵، ۵۵۶، خزائن نمبر۱، ص:۶۶۳ تا ۶۶۴)

اس قسم کے بے ہودہ، لایعنی اور غیر قومی زبان میں الہامات سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا ملہم وہ نہیں جو حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کرتا رہا۔

شاعری: مرزا قادیانی کے جھوٹے ہونے کی تیسری دلیل:

ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام علیہم السلام میں سے کوئی نبی شاعر نہیں گزرا اور اللہ پاک نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:

''وما علمناہ الشعر وما ینبغی لہ'' (یٰسین ۶۹)

ترجمہ: ''ہم نے آپ کو شعر تعلیم نہیں کیا اور نہ ہی آپ کے شایان شان ہے۔''

جبکہ مرزا قادیانی کو شعر کا شوق وذوق تھا، اس کی مختلف کتابوں میں نظمیں، نعتیں اور غزلیں لکھی ہوئی موجود ہیں۔ جنہیں قادیانیوں نے درثمین کے نام سے اردو، عربی، فارسی کلام کو علیحدہ علیحدہ تین جلدوں میں شائع کیا ہے، جو اس کے جھوٹے ہونے کی مستقل دلیل ہے۔

مختلف اساتذہ سے تعلیم حاصل کرنا: مرزا قادیانی کے جھوٹے ہونے کی چوتھی دلیل:

تمام انبیاء کرام علیہم السلام اُمی تھے، یعنی کسی انسان کے شاگرد نہیں تھے، بلکہ تمام انبیاء کرام براہ راست اللہ پاک کے شاگرد تھے جب کہ مرزا قادیانی نے مختلف اساتذہ سے علوم حاصل کئے جو اس کے جھوٹے ہونے کی مستقل دلیل ہے۔ نبی کسی انسان کا شاگرد نہیں ہوتا۔

ارشاد نبوی ہے:

''ہر نبی کو قیامت کے دن نور کا منبر دیا جائے گا اور میرا منبر سب سے اونچا اور نورانی ہوگا اور ایک منادی آکر پکارے گا: نبی اُمی کہاں ہیں؟ تمام انبیاء کرام علیہم السلام فرمائیں گے، ہم سب ہی نبی اُمی ہیں، آپ کو کون مطلوب ہے؟ منادی دوبارہ آکر کہے گا: عرب والے نبی اُمی کہاں ہیں؟ یہ سن کر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اتر کر چلے جائیں گے، یہاں تک جنت کے دروازے پر پہنچ کر دروازہ کھٹکھٹائیں گے، دربان کہے گا کون؟ آپ فرمائیں گے: محمد و احمد ہوں، دربان کہے گا کیا آپ کو بلایا گیا ہے؟ آپ فرمائیں گے، جی ہاں! چنانچہ دروازہ کھلے گا اور آپ اندر تشریف لے جائیں گے، اس پر اللہ تعالیٰ کی ایسی تجلی ہوگی کہ ایسی تجلی کبھی نہ ہوئی ہوگی، آپ اللہ تعالیٰ کے حضور سجدے میں گر جائیں گے اور ایسی حمد وتوصیف کریں گے کہ اس سے پہلے کسی نے نہ کی ہوگی اور نہ بعد میں کوئی کرے گا، پس فرمایا جائے گا: اے محمد سر سجدے سے اٹھایئے، بات کیجئے، آپ کی بات کو سنا جائے گا اور شفاعت کیجئے آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔'' (الترغیب والترہیب، ص:۱۳۷، جلد نمبر۴، فصل فی الشفاعۃ، سید محمد یوسف بنوری سوانح وافکار، ص:۳۱۴)

(جاری ہے)

بشارتِ عیسیٰ علیہ السلام..... خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم

جناب خالد محمود، سابق یوئیل لندن

اللہ تبارک و تعالیٰ نے انسانی زندگی کے اسلوب کو اخلاق واحترام کے "حُسن" کے ساتھ جوڑا ہے، اور اسی پر معاشرے کے انسانی رشتے اور قدریں استوار ہیں، اور جہاں یہ اسلوب قائم نہ ہوں، وہاں انسان، انسان کا دشمن اور معاشرہ بگاڑ اور انتشار کا شکار ہو جاتا ہے۔

اخلاق واحترام کے حُسن سے ذرا آگے بڑھ کر جو جذبہ "عشق ومحبت" پر قائم ہو، تو اس کے آگے تمام رشتے ماند پڑ جاتے ہیں، خصوصاً اہل اسلام کا جو روحانی اور مذہبی تعلق آقا و مولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے، وہ کہیں اور نہیں ہوسکتا، کیونکہ یہ "ایمان" کا حصہ ہے کہ جہاں سرور دوعالم احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہر طرح کے رشتے سے زیادہ "محبوب وعزیز" نہ ہوجائیں، ایمان ہی "مکمل" نہیں ہوپاتا، انسانی معاشرے پر جتنے احسانات "اخلاق واحترام" اور "عقیدت ومحبت" کی صورت میں موجود ہیں، وہ سب اللہ تبارک وتعالیٰ نے خاتم النبیین، رحمۃ للعالمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے عطا فرمائے ہیں۔

اہل اسلام، اہل مغرب کے سامنے اس اجمال کو کئی بار تفصیلاً گزارش کرتے آئے ہیں کہ مذہبی عملداری میں ادنیٰ سے ادنیٰ مسلمان اپنا "سب کچھ" تو گنوا سکتا ہے مگر سید الانبیاء نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں ادنیٰ بے ادبی و گستاخی ہرگز برداشت نہیں کرسکتا، کیونکہ معصومیت اور پاکیزگی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے "وصف" ہیں، اس لئے کسی بدباطن کی گندی اور غلیظ زبان کو برداشت نہیں کیا جاسکتا کہ وہ ایسی مقدس ہستی پر دشنام طرازی کرے کہ کائنات میں جن کا کوئی "ثانی" نہیں، کیا اہل مغرب کے یہ چند تماشہ گیر اور متعصب نہیں جانتے کہ ان بدباطنوں نے جب بھی آقا دوجہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مقدس، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک خانگی یا معاشرتی زندگی کو ہدفِ تنقید بنایا، تو انہی اہل مغرب میں سے بعض ایسے باضمیر لوگوں نے ان بدباطنوں کے الزامات کی تحقیق کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ کا مطالعہ کیا، تو اُن میں سے بہت سے لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا "محبوب" کہہ کر دین اسلام کی آغوش میں آگئے اور اب تک آتے جارہے ہیں۔

جب سے میں نے عیسائیت چھوڑ کر دین اسلام قبول کیا ہے تو میں نے اس بات کو شدت سے محسوس کیا کہ اہل مغرب میں جو باتیں اور غلیظ الزامات محبوب کائنات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے گردش کررہے ہیں، وہ چند ایسے بدباطن لوگوں کے ذہن کی پیداوار ہیں، جو مسیحی اور مسلم معاشرے کے درمیان خوانخواہ کا فساد اور اشتعال پھیلانا چاہتے ہیں، اور یہ اسی بات کی کڑی ہے کہ گزشتہ چند سالوں کے دوران اہل مغرب کے انہی بدباطنوں نے معاذ اللہ توہین آمیز خاکے اور اب گستاخانہ فلم بناکر اہل اسلام کے دل چھلنی کرکے رکھ دیئے ہیں اور مجھ ایسے نومسلم کو یہ سوچنے اور اہل مغرب سے یہ سوال کرنے پر مجبور کردیا ہے کہ وہ قرآن مجید فرقان حمید جو رسول پاک محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا، اُس کی سورۂ مریم ہی کی تلاوت کرلیتے تو دنیا اس حقیقت سے انکار نہیں کرسکتی کہ جو عظمت وشان آقا دوجہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل اس کلام نے حضرت مسیح علیہ السلام اور اُن کی والدہ مکرمہ مریم علیہا السلام کی بیان کی ہے، وہ خود بائبل مقدس بیان کرنے سے قاصر ہے، تو پھر اہل مغرب کی طرف سے صاحب قرآن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں یہ گستاخی کیونکر کیا یہ "احسان فراموشی" نہیں؟ اس سے بڑی احسان فراموشی اور کیا ہوسکتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرب قیامت کی احادیث مبارکہ میں جہاں جہاں حضرت مسیح علیہ السلام کے نزول کا بیان فرمایا، ذکر خیر کے ساتھ فرمایا، اور ایک موقع پر فرمایا کہ "میں اپنے باپ ابراہیم کی دُعا اور بھائی عیسیٰ کی بشارت ہوں۔"

تو اس حدیث پاک سے اندازہ کیا جاسکتا ہے، کہ اہل مغرب صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی اور گستاخی نہیں کررہے، بلکہ یہ حضرت مسیح علیہ السلام کی بشارت کو جھٹلا کر حضرت مسیح علیہ السلام کی بے ادبی اور گستاخی بھی کررہے ہیں، کیونکہ حضرت مسیح علیہ السلام تو خود اپنے حوارین کو مخاطب کرکے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد مبارک کی بشارت

دے چکے ہیں کہ:

''لیکن میں تم کو سچ بتاتا ہوں کہ تمہارے لئے فائدہ مند ہے کہ میں جارہا ہوں، اگر میں نہ جاؤں تو ''مددگار'' تمہارے پاس نہیں آئے گا۔'' (کتاب مقدس: یوحنا باب 16، آیت 7)

پھر بشارت کے اگلے الفاظ میں حضرت مسیح علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

''جب ''سچائی کا روح'' آئے گا تو وہ پوری سچائی کی طرف تمہاری راہنمائی کرے گا، وہ اپنی مرضی سے بات نہیں کرے گا، بلکہ صرف وہی کچھ کہے گا جو وہ خود سنے گا۔ وہی تم کو مستقبل کے بارے میں بھی بتائے گا۔''

(یوحنا باب 16، آیت 13، ناشرین، جیوانگ ریسورس کنسلٹینٹس، لاہور)

حکومتوں اور حکمرانوں کے ''باغی'' اگر سزائے موت کے حق دار ہو سکتے ہیں، تو داغدار نسب ناموس کے یہ بدباطن کیونکر سزا کے مستحق نہیں ہو سکتے؟

کیونکہ قانون توہین انبیاء کرام علیہم السلام دنیا کے تقریباً تمام ممالک میں تھوڑی بہت تبدیلیوں کے ساتھ نافذ رہا ہے، اکثر مشرقی اور یورپی ملکوں میں ''بلاس فیمی لا'' کسی نہ کسی صورت قابل مواخذہ جرم رہا ہے، آسمانی صحائف کو ماننے والی اقوام جہاں بھی حکمران رہی ہیں، وہاں توہین رسالت کی سزا، سزائے موت پر عمل درآمد ہوتا رہا ہے، کیا خاکے اور گستاخانہ فلم بنانے والے ملعونوں کو یہ معلوم نہیں کہ بائبل تو خود اس بات کا حکم دیتی ہے کہ:

''تو خدا کو نہ سنا اور نہ اپنی قوم کے سردار پر لعنت بھیجنا۔'' (خروج باب 23، آیت 28)

بائبل مقدس تو یہ بھی کہتی ہے کہ:

''لیکن اب تم بھی ان سب یعنی غصہ اور قہر اور بدخواہی اور بدگوئی اور منہ سے گالی بکنا چھوڑ دو۔'' (کلسیوں باب 3، آیت 8)

میں اہل مغرب کو بائبل کے ایسے حوالے نہیں دینا چاہتا، جس میں معاذ اللہ انبیاء کرام علیہم السلام کی کردار کشی کی گئی ہے، کیونکہ ہمارے ایمان کا تقاضہ یہ ہے، کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام جن کا ذکر بائبل کرتی ہے، یا قرآن مجید فرقان حمید کرتا ہے، تمام قسم کے کبیرہ وصغیرہ گناہوں سے پاک و محفوظ معصوم ہیں، لہٰذا اہل مغرب کے وہ سنجیدہ حلقے جو واقعۃً دنیا میں ''امن'' کے خواہاں ہیں، تو وہ ایسے خاکے اور گستاخانہ فلم بنانے والوں کو قرار واقعی سزا دے کر مسلم، مسیحی تصادم کی فضاء کو ختم کر سکتے ہیں، دین اسلام ''امن و امان'' کا دین ہے، لیکن یہ خاکے اور فلم بنانے والے بدباطن ''اشتعال'' پیدا کر رہے ہیں۔

اہل اسلام کے ایمان اور عقیدہ کے مطابق تمام انبیاء کرام علیہم السلام واجب التعظیم ہیں، یہی وجہ ہے کہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

''جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ اور کسی نبی کی شان میں، چاہے وہ مسلمان ہو یا کافر، اسے قتل کیا جائے گا، اور اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی۔''

(ناموس رسول اور قانون توہین رسالت، ص 117)

اور اسی بات کا فتویٰ بائبل مقدس بھی دیتی ہے، محترمی شیخ جابر نے اپنے کالم ''آزادی اظہار اور مساوات'' میں بائبل کے فتاویٰ اور اہانت مسیح علیہ السلام پر دی جانے والی ایک سزا کے واقعہ کو بھی ذکر کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ:

''بائبل میں ہے'' میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ انسانوں کے سارے گناہ اور جتنا کفر وہ بکتے ہیں، معاف کیا جائے گا، لیکن پاک روح کے خلاف کفر بکنے والا ایک ابدی گناہ کا مرتکب ہوتا ہے، اس لئے اسے بھی معاف نہ کیا جائے گا۔'' (مرقس 3:28-29)

تھامس ایکوئنس کہتا ہے: ''یہ واضح ہے کہ اہانت، خدا کے حضور کیا جانے والا براہ راست گناہ ہے۔ یہ قتل سے بھی زیادہ شدید گناہ ہے۔'' کتاب ''کونکورڈیا'' میں اسے عظیم ترین گناہ سے تعبیر کیا گیا ہے۔

یہودیوں کے نزدیک بھی شاتم خدا اور رسول کی سزا، موت ہے۔ تورات میں درج ہے ''اور جو کوئی خداوند کے نام پر کفر بکے وہ ضرور جان سے مارا جائے، اور پوری جماعت اسے ضرور سنگسار کرے اور خواہ کوئی دیسی ہو یا پردیسی

سو سال سے زائد بہترین خدمت
ESTD 1880
ABS
ABDULLAH BROTHERS SONARA
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar, Mithader, Karachi. Ph:2546455, Cell:0301-2352363

جب وہ پاک نام لیتے وقت گستاخی کرے تو وہ ضرور جان سے مارا جائے۔ پھر موسیٰ نے بنی اسرائیل سے بات کی، اور انہوں نے اس کفر بکنے والے کو لشکر گاہ سے باہر لے جا کر سنگسار کر دیا، اور بنی اسرائیل نے ویسا ہی کیا جیسا کہ خداوند نے موسیٰ کو حکم دیا تھا۔'' (احبار 24:16)

زمانہ قدیم ہی سے مذاہب اور تہذیبوں میں اہانت الٰہی اور شتم پیمبر عظیم ترین گناہ شمار ہوتے ہیں۔ اس قانون کے تحت برطانیہ میں قتل ہونے والا آخری فرد تھامس ایکن ہیڈ تھا۔ اسے 20 برس کی عمر میں 1697ء میں پھانسی دی گئی۔ اس کا جرم یہ تھا کہ اس نے عہد نامہ عتیق اور یسوع مسیح کے معجزوں کا انکار کیا تھا۔

(روزنامہ ایکسپریس کراچی، ہفتہ 13 اکتوبر 2012ء)

دنیا جانتی ہے، کہ یہودی فلم ساز مارٹن اسکورسس نے 1998ء میں جب حضرت مسیح علیہ السلام کی شان میں گستاخی کرتے ہوئے، ایک انتہائی شرمناک فلم ''مسیح کی آخری ترغیب جنسی'' بنائی تو اہل اسلام کے وکیل جناب محترم محمد اسماعیل قریشی صاحب ایڈووکیٹ نے مسلمانوں کو متوجہ اور منظم کر کے اس فلم کے خلاف احتجاج کیا، وہ اپنی کتاب کا حوالہ دے کر ایک جگہ لکھتے ہیں کہ:

''اسی کتاب میں ہم نے یہودی فلم ساز مارٹن اسکورسس کی انتہائی شرمناک فلم ''مسیح کی آخری ترغیب جنسی (The Last Temptation of Christ)'' کا تفصیلی ذکر کیا ہے، جو سال 1998ء میں لندن کے سینما گھروں میں دکھلائی جارہی تھی، جس میں معاذ اللہ جناب مسیح علیہ السلام کے ایک طوائف کے ساتھ تعلقات کے مناظر دکھلائے گئے ہیں۔ میں ان دنوں لندن میں مقیم تھا، ہماری دینی حمیت اسے برداشت نہ کر سکی، چنانچہ ہماری اس اپیل پر کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صرف عیسائیوں ہی کے نہیں بلکہ مسلمانوں کے لئے بھی واجب الاحترام پیغمبر ہیں، لہٰذا اس فلم کی نمائش بند ہونی چاہئے۔ لندن میں مسلمانوں نے خاموش احتجاجی مظاہرے کئے، جس پر بالآخر وہ فلم فلاپ ہوگئی۔''

(ناموس رسول اور قانون توہین رسالت، ص 53)

اہل مغرب کے یہاں اگر ''آزادی اظہار'' کی کوئی حدود و قیود نہیں ہیں، تو یاد رہے کہ آقا دو جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدس کے لئے آزادی اظہار کا یہ جملہ اور لفظ ہی بے ادبی اور گستاخی کے مترادف اور ہم معنی ہے، صاف اور سیدھی بات یہ ہے کہ اہل مغرب اپنی تحریر و تقریر اور ہر اس فعل سے باز رہیں، جس میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ادنیٰ بے ادبی کا اندیشہ ہو۔

مغربی دانشور یہ کیوں نہیں سوچتے کہ اہل اسلام پر دہشت گردی کے نام نہاد الزامات تو لگائے جارہے ہیں، مگر اصل دہشت گردی کی فضا تو خود اہل مغرب کے وہ بدباطن پیدا کر رہے ہیں، جو سیّد المرسلین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی اور بے ادبی کر رہے ہیں۔

یورپی حکمرانوں میں سے کوئی بھی آزادی اظہار کی ''ظالمانہ اصطلاح'' کے تحت بھی کسی کو اپنی ذات کے لئے گالی یا بے ادبی کی ہرگز اجازت نہ دیں گے۔

اس لئے یورپی حکمرانوں کے پیش نظر یہ بات بھی رہنی چاہئے کہ اہل اسلام بھی محسن انسانیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو کائنات کی سب سے اعلیٰ اور مقدس ترین ہستی ہیں کے بارے میں کسی بھی ملعون کی بے ادبی اور گستاخی کو برداشت نہ کریں گے، اس لئے اہل اسلام کو اس معاملہ پر کسی امتحان اور آزمائش میں نہ ڈالا جائے کہ وہ کوئی انتہائی قدم اٹھانے پر مجبور کر دیئے جائیں، اور پھر الزاماً یورپ انہیں ''دہشت گرد'' کہنے لگے، جیسے کہ ''امن پسند'' اہل اسلام کو دہشت گرد کہنے کی اس کی ''عام عادت'' بن چکی ہے۔

یورپی اور مغربی حکمراں اگر ''حقوق انسانی'' کی بات کرتے ہیں، تو حقوق انسانی میں یہ بات بھی شامل ہے، کہ ان کے یہاں سے کوئی بدباطن بشارت عیسیٰ علیہ السلام یعنی خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بے ادبی اور گستاخی نہ کرے کہ جس سے اہل اسلام کے روحانی جذبات ''مجروح'' ہوں۔

☆☆............☆☆

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silver, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85,Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph: 2514972-2531133

خبروں پر ایک نظر

علماء کرام کی ملالہ کی صحت، عافیہ کی رہائی کے لئے دعائیں

ملالہ پر حملے کی آڑ میں ملک اور دین کے خلاف پروپیگنڈے کی شدید مذمت

ڈرون حملوں کا شکار بچوں کی بات بھی کی جائے: مولانا سلیم اللہ خان ودیگر

اسلام آباد (مانیٹرنگ ڈیسک+خبرایجنسیاں) وفاق المدارس العربیہ کے رہنماؤں مولانا سلیم اللہ خان، مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، مولانا محمد حنیف جالندھری اور مولانا انوارالحق نے کہا کہ ملالہ یوسف زئی پر قاتلانہ اور اورکزئی کے دینی مدرسے پر ڈرون حملہ افسوسناک اور شرمناک ہے، تعلیم میں مصروف بچوں اور بچیوں کی زندگیوں سے کھیلنا انتہائی قابل مذمت اقدام ہے، ملالہ یوسف زئی اسی قوم کی بچی ہے کوئی اس کے نام کو کیش کروانے کی کوشش نہ کرے، بچوں کے حقوق کی آواز بلند کرنے والے صرف ملالہ ہی کی بات نہ کریں بلکہ ملالہ کے ساتھ ساتھ سلالہ اور عافیہ سے لے کر ڈرون حملوں میں شہید ہونے والے تمام بے گناہوں کی بھی بات کریں، دوہرے معیار ترک کیے جائیں اور اس دیس کی ہر مظلوم بچی اور بچے کو ملالہ جیسی اہمیت، توجہ اور شفقت دی جائے۔ جمعہ کے اجتماعات سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ملالہ یوسف زئی پر حملہ یقیناً افسوسناک ہے اور ایک معصوم بچی پر حملہ کرنا نہ صرف یہ کہ کسی مسلمان کا کام نہیں ہوسکتا بلکہ یہ انسانیت کے بھی سراسر منافی ہے اور کھلی درندگی ہے اس کی جتنی مذمت کی جائے کم ہے تاہم انہوں نے واضح کیا کہ اس معاملے میں حقائق جانے بغیر پروپیگنڈا کرنا اور اسلام و پاکستان کو بدنام کرنے کی کوشش کرنا بھی نہایت افسوسناک ہے۔ جمعہ کے اجتماعات میں ملالہ یوسف زئی کی صحت، عافیہ صدیقی کی رہائی اور اورکزئی کے دینی مدرسہ میں ڈرون حملے کا نشانہ بننے والے بچوں سمیت ظلم کا شکار ہونے والے تمام بچوں اور بچیوں کے لئے خصوصی دعائیں کی گئیں۔

(روزنامہ اسلام کراچی، ۱۳ر اکتوبر ۲۰۱۲ء)

مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما قاضی عزیزالرحمٰن انتقال کر گئے

۱۹۷۶ء سے ضلع رحیم یار خان کے امیر تھے، ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء کی تحریکوں میں صعوبتیں برداشت کریں

رحیم یار خان؍ملتان (رپورٹ: خورشید احمد) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ضلعی امیر یادگار اسلاف و مہتمم جامعہ قادریہ، رحیم یار خان مولانا قاضی عزیزالرحمٰن سراجی انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مولانا قاضی عزیزالرحمٰن کافی عرصہ سے علیل تھے، گزشتہ روز انتقال کر گئے، ان کی نماز جنازہ بعد نماز ظہر ۳ بجے مرکزی عیدگاہ رحیم یار خان میں ادا کی گئی۔ مرحوم نے ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء کی تحریک ختم نبوت میں حصہ لیا اور قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں، وہ ۱۹۷۶ء سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت رحیم یار خان کے امیر تھے، ان کا روحانی تعلق خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف سے تھا۔ مرحوم نے دورۂ حدیث جامعہ خیرالمدارس ملتان سے کیا، ان کا آبائی علاقہ خوشاب ہے، رحیم یار خان کی معروف دینی درسگاہ جامعہ قادریہ جس کا قیام ۱۹۸۴ء میں عمل میں لایا گیا، اس کے مہتمم تھے انہوں نے ضلع رحیم یار خان میں جامعہ قادریہ کی متعدد شاخیں قائم کیں، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنماؤں شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی، مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، مولانا اللہ وسایا اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے ان کے انتقال پر غم و افسوس کا اظہار کرتے ہوئے پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی۔

(روزنامہ اسلام کراچی، ۱۳ر اکتوبر ۲۰۱۲ء)

علماء سے مذمت کا کہنے والے خود قاتل، ان کے ہاتھ خون سے رنگے ہیں: فضل الرحمٰن

ملالہ پر ہونے والا حملہ غیر اسلامی فعل ہے، عافیہ صدیقی پر حکومت اور عوام کیوں خاموش ہیں؟

کراچی، اسلام آباد (اسٹاف رپورٹر؍ایجنسیاں) جمعیت علماء اسلام کے سربراہ مولانا فضل الرحمٰن نے کہا ہے کہ علماء کو دھمکی دینے والے اپنی حرکتوں سے باز آجائیں، مذمت کا کہنے والے خود قاتل ہیں اور ان کے ہاتھ خون سے رنگے ہیں۔ ملالہ یوسف زئی پر ہونے والا قاتلانہ حملہ غیر اسلامی فعل ہے، قوم کی بیٹی عافیہ صدیقی کافی عرصے سے امریکا کی قید میں ہے، حکومت اور عوام کیوں خاموش ہیں؟ انہوں نے مزید کہا کہ وزیرستان میں فوجی آپریشن کرنے کی تیاریاں ہورہی ہیں جو کسی صورت ملکی مفاد میں نہیں، آپریشن کے بھیانک نتائج برآمد ہوں گے۔ پارلیمنٹ ہاؤس کے باہر صحافیوں سے گفتگو اور کراچی آمد کے بعد ایئرپورٹ پر بھی گفتگو کرتے ہوئے فضل الرحمٰن نے کہا کہ ۱۴ر اکتوبر کو سکھر میں ایک تاریخی اسلام زندہ باد کانفرنس کے ذریعے ایک مرتبہ پھر یہ ثابت کریں گے کہ جمعیت علماء اسلام ہی پاکستان کی تمام مذہبی قوتوں کی نمائندہ جماعت اور امت مسلمہ کے اتحاد کے لئے سرگرم ہے۔

(روزنامہ جنگ کراچی، ۱۳ر اکتوبر ۲۰۱۲ء)

REGD. NO. SS-160

جنت میں گھر بنائیے!

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کے زیرِ اہتمام تعمیر ہونے والی جامع مسجد اقصیٰ

سیکٹر ۱۷۔ اے۔ بی، شاہ لطیف ٹاؤن کراچی، کا تعمیراتی کام تیزی سے جاری ہے

آئیے۔۔۔اس صدقہ جاریہ میں شامل ہو کر آخرت کی لازوال نعمتیں حاصل کیجئے

رابطہ: 0300-9899402، 0321-2277304